THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Sunday, August 30, 1992

(39th Session)

Volume IV No. 2

(Nos. 1—2)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1—2
2.	Leave of Absence	2—3
3.	Points of Order	3—23
4.	Messages from the National Assembly	23—33
5.	Resolution presented	33—54
6.	Resolution laid	54—55

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, August 30, 1992

The Senate of Pakisan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at five O'clock in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ
يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً
مِّمَّآ أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٩
وَالَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِإِخْوَٰنِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝١٠

[ترجمہ: اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے

اپنے دل میں کچھ خواہش اور خلش نہیں پاتے اور انکو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ انکو خود احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص نفس سی بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانیوالے ہیں۔ اور (ان کے لئے بھی) جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (و حسد) نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہو۔]

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: رخصت کی درخواستیں۔ مہر خداداد لک صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۳۰۔۲۹ اگست تک کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید مزمل شاہ صاحب گزشتہ اڑتیسویں اجلاس میں مورخہ ۲۲ اگست تا اختتام اجلاس شرکت نہیں کر سکے اس لیئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: خواجہ محمد حمید الدین سیالوی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر ۲۹ اگست تا ۵ ستمبر ایوان میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب یحیٰی بختیار صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ تیس اگست کے لیئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید خیال سید میاں صاحب نے ناسازی طبع کی بناء پر مورخہ ۲۹۔۳۰ اگست کے لیئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ کچھ اطلاعات ہیں۔ شیخ رشید احمد کی جانب سے، جناب صدیق کانجو صاحب کی جانب سے یعقوب ناصر خان صاحب کی جانب سے اور رانا نذیر احمد صاحب کی جانب سے کہ وہ مختلف وجوہات کی بناء پر ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ تحریک استحقاق۔ جی جناب طارق چوہدری صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

POINT OF ORDER

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین میں آپ کی توجہ آپ کے ذریعہ ایک تو سیکرٹریٹ کو توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ پارلیمنٹ بلڈنگ پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ flag پورا سال لہراتا رہے گا۔ اور چوبیس گھنٹے۔ اسے ابھی میں نے دیکھا ہے کہ تیز ہوا کہ سبب یا کسی اور وجہ سے ہمارا فلیگ پھٹ چکا ہے۔ اور کسی بھی وقت وہ نیچے گر سکتا ہے۔ تو یہ disgrace ہو گی آپ سیکرٹریٹ کو حکم دیں کہ اس کی جگہ نئے فلیگ کا بندوبست ابھی فوری طور پر کیا جائے وہ کسی وقت بھی گر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔

جناب محمد طارق چوہدری: دوسرے میں آج کے بعض اخبارات کی طرف آپ کی

توجہ دلانا چاہ رہا ہوں۔ کہ جناب چیئر مین پاکستان کی پارلیمنٹ اور دوسری اسمبلیوں کے مقابلے میں اندرون ملک اور بیرون ملک سینٹ کے معیار کو ہمیشہ سراہا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ سینٹ نے اپنی ح proceedings کے درمیان ہمیشہ توازن کو برقرار رکھا اور کبھی یہاں پر اس طرح کی صورت حال پیدا نہیں ہوئی کہ جو بعض اوقات دنیا کی یا خود ہماری parliament اور اسمبلیوں میں ہوتی ہے۔ ہمیشہ اس میں توازن برقرار رکھا گیا اور ایک باوقار اور عزت کے ساتھ چلایا گیا۔ کل کا ہمارا session حالانکہ ہفتہ کو عام طور پر اجلاس نہیں ہوتا ہے۔ اور ہمارا پہلا اجلاس جمعرات کو ختم ہونے والا تھا۔ اور آپ نے ایک رولنگ دی اس رولنگ کے نتیجے میں ہمارا session on ہوا۔ اور خود ہمارے اپنے کچھ problems ہیں ہمارے Rules of Procedure کے مطابق ہم نے اس ایوان کو چلانا ہوتا ہے۔ تو آج کے بعض اخبارات نے اس طرح کا تاثر دیا ہے کہ گویا جب تک ایوان میں کرسیاں نہ چلیں۔ شور نہ ہو لڑائی نہ ہو اس وقت تک اجلاس ہوا ہی نہیں ہے۔

<u>جناب چیئر مین:</u> وہ کہتے ہیں کہ ہم بور ہو گئے ہیں۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری:</u> جناب ہم serious گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہاں کوئی مداری کا تماشا نہیں ہوتا۔ ہمارے زیر غور بہت سنجیدہ قسم کے مسائل ہیں اور جس پر آپ نے ایک تاریخی رولنگ دی۔ تو یہ کہیں کہ ہم بور ہو گئے تو serious باتیں اگر انہیں بور کرتی ہیں تو ظاہر ہے کہ ہم دنیا لبھانے کے لئے کرسیاں چلانے اور ڈرامے کرنے کا سلسلہ جاری نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں بہر حال ایوان سنجیدگی کے ساتھ چلانا ہے۔ اور اس طرح یہ چلانا۔۔۔

<u>جناب چیئر مین:</u> سنجیدگی اور وقار کے ساتھ۔ فصیح اقبال صاحب۔

<u>سید فصیح اقبال:</u> میں بھی اپنے معزز ساتھیوں کی تائید کرتا ہوں کچھ عرصے سے میں نے دیکھا ہے کہ جب دونوں Houses کا تقابل کیا جاتا ہے، ہماری نیشنل اسمبلی بھی بڑا باوقار ادارہ ہے اور ہم اپنے پریس کے رپورٹروں کا بڑا احترام کرتے ہیں اس میں بڑے

seniorلوگ ہیں، کچھ عرصے سے یہ ہو رہا ہے کہ جب کوئی مخالفت والی خبر یا وہ خبر ہوتی ہے جس میں کوئی چاشتی ہو کوئی sensation ہو وہ اس ہاؤس سے کیسے نکل سکتی ہے یہ ہاؤس عوام کے منتخب ارکان کا ہے۔ کم از کم سینٹ نے اس وقت، جب اسمبلیاں dissolve ہوئیں اس وقت بھی ایک باوقار اور سنجیدگی کا رویہ اپنائے رکھا جس سے ملک و قوم کی راہنمائی بھی ہوئی ان institutions کو، جس سے الیکشن اس ملک میں وجود میں آیا، سینٹ سے ان اداروں کو بھی تقویت پہنچی ہم اپنے اخبارات کے سینیئر reporters سے درخواست کریں گے کم از کم ایسے الفاظ ایسے ادارے کے بارے میں استعمال کرنا، جو ملک کی راہنمائی کے لئے عوام کے منتخب ارکان کے منشور کے لئے مددگار رہا آج قوم انتہائی نامساعد حالات کا شکار ہے یہاں قومی مسائل پر کسی قسم کا کوئی ایسا مرحلہ نہیں آیا جس پر consensus نہ ہو یہی وجہ ہے کہ یہاں کی debate میں قومی سوچ ہے قومی فکر ہے اور ضروری نہیں کہ ہر چیز سے کسی ممبر کو اتفاق ہو اور یہ ضروری ہے کہ ہم لوگ شائستگی اور ایوان کے تقدس کو قائم رکھیں ہمارے ممبران کا آپ نے رویہ دیکھا ہے کہ جب سے یہ ہاؤس ہے جب تک کورم کال نہ کیا جائے کورم ٹوٹنے کا سوال ہی نہیں ہوتا میں امریکہ کے سینٹ کے بارے میں عرض کروں کہ امریکہ کے سینٹ میں ۷۲ ممبرز کی موجودگی کے باوجود صرف چار یا پانچ سینیٹرز اجلاس میں شریک ہوتے ہیں چونکہ وہاں ٹیلی ویژن موجود ہے اور حلقہ انتخاب کے لوگ ان کی تقاریر سنتے ہیں بلکہ وہاں لکھ کر تقریر کی جاتی ہے یہاں ممبران extempore بولتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ ایک روایت ہماری انہی خطے سے متعلق ہے British اور India کی پارلیمنٹ کی روایت سے پاکستان نے اچھی روایت قائم کی ہے میں سمجھتا ہوں ہمارے پریس کے رپورٹرز ان چیزوں کا خیال رکھیں گے ضروری نہیں ہے کہ خبریں اس قسم کی ہوں یہی خبریں جو یہاں discuss ہوتی ہیں اور اگر کوئی heated debate ہو وہ بھی بہر حال یہاں ہوئی ہے، لیکن اس ایوان کا جو ایک وقار ہوتا ہے، ہم تو سمجھتے ہیں کہ جن parliaments میں ایسا ہوا ہے وہ بڑے ناخوشگوار واقعات ہیں بلکہ اس

سے ہمارے لوگوں کو خیال کرنا چاہئیے اور اس ہاؤس میں ہمیشہ سنجید گی سے کارروائی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں پریس والے آئندہ اس کا خیال رکھیں گے۔

PRIVILEGE MOTION

جناب چیئرمین: شکریہ۔اس کے بعد پریولیج موشن ہے اشتیاق اظہر صاحب کا۔

سید اشتیاق اظہر: میں سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور ان کے توسط سے ارکان سینٹ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرا ٹیلی فون نمبر 825381 intelligence سروسز کی جانب سے برابر ٹیپ ہو رہا ہے اور یہ ٹیپ ہونا بھی ایک لحاظ سے ایوان بالا کے رکن کی حیثیت سے میرا استحقاق مجروح کرتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر اور بھی تکلیف دہ امر یہ ہے کہ رکن سینٹ کی حیثیت سے جو لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیں ان کی نقل و حرکت کی نگرانی کی جارہی ہے بلکہ ان پر دباؤ ڈال کر مجھ سے ملنے سے منع کیا جاتا ہے اور انہیں طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور یہ عوام الناس کے ساتھ میری ملاقات پر پابندی کے مترادف ہے بلکہ میرے عزیز واحباب کو بھی ڈرادھمکا کر مجھ سے ملنے پر بھی قدغن لگائی جا رہی ہے۔اس سے رکن سینٹ کی حیثیت سے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔اس لئے ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر میرے اس استحقاق کی تحریک پر بحث کی جائے اور رکن ایوان بالا کی حیثیت سے مجھے اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریاں ادا کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Ch. Abdul Ghafoor: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: It is being opposed.

میرا خیال ہے آپ نے ساری وضاحت تو کردی ہے۔

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, before it is taken over I would like to make a short statement.

Mr. Chairman: Please.

چوہدری عبدالغفور: جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے ہمیں پارلیمنٹ کے وقار کا اور ان کی عزت کا ہر طرح سے خیال ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی بھی یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی بات اپنے ممبران کے خلاف نہ کی جائے یہ نہ تو گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور نہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی instructions جاری ہوئی ہیں لیکن چونکہ ابھی یہ موصول ہوئی ہے میں چاہتا ہوں تھوڑا وقت دیا جائے تاکہ مزید اس کو verify کیا جائے کوئی ایسی بات ہے تو ہم اس کو look after کریں گے۔

ADJOURNMENT MOTION

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب ہے ایڈجرنمنٹ موشنز۔ ایڈجرنمنٹ موشن نمبر ۱۴۳ طارق چوہدری صاحب، فصیح اقبال صاحب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب سید عبداللہ شاہ صاحب، میر عبدالجبار صاحب عبدالرحیم خان صاحب اقبال حیدر صاحب منظور گچکی صاحب یہ ہے۔ non implementation of the Prime Ministers یہ move ہو چکی ہے۔ منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ اے پی پی کے ۲۰۰ روپے تنخواہ کے بارے میں۔

میاں عبدالستار لالیکا: جناب اس بارے میں میری گزارش ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے یہ ۲۰۰ روپے کا ڈیئرنس الاؤنس دسمبر ۱۹۹۱ء میں announce کیا تو فنانس منسٹری سے ہمیں اس کے متعلق جو instructions ملیں وہ یہ تھیں کہ یہ الاؤنس آفیسرز کے لئے ہوگا اور جو employees ہیں ان کے لئے یہ ہوگا۔ اب اس میں ہمیں جو مشکل پیش آئی وہ یہ تھی کہ خوش بختی سے اس ادارے میں جو employees کام کرتے ہیں ان کی

تنخواہ حکومت کے گریڈ ۱۶ کے برابر آتی ہے جو آفیسرز define کئے تھے وہ گریڈ ۱۶ اور اس کے اوپر کے تھے تو یہ ہمارے لئے ایک technical مسئلہ آیا ہماری قطعاً یہ نیت نہیں ہم اے پی پی کے employees کو یہ ڈیئرنس الاؤنس نہ دیں لیکن اس میں یہ مشکلات ہمارے سامنے ہیں اور ساتھ ہی ایک اور بات کی وضاحت کرتا چلوں فنانس منسٹری کی طرف سے جو ہدایت آئی اس میں یہ تھا Autonomous obdies and corporations while implementing this will not ask for a new grant from the government اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ادارے میں تقریباً تین سو اور کچھ لوگ کام کرتے ہیں جن میں اکثریت non-journalists کی ہے اور باقی کچھ ایسے حالات ہیں کہ ہم اس ادارے کی services بڑے ہی معمولی نرخوں پر مختلف اداروں کو دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ arrears بھی اس ادارے کو ریکور نہیں ہوتے تو اس کی مالی پوزیشن کچھ یوں ہے۔ منسٹری فنانس نے اے پی پی کو ۱۹۹۱ء میں ۲ء۸۰ کروڑ subsidize کیا this subsidy has now risen to 4.80 crores تو اس لحاظ سے بھی اس کے اوپر خاصے constraints ہیں پھر ہم نے کہا کہ اس کے حل کے لئے کوئی طریقہ نکالا جائے تو ہماری وزارت کی اے پی پی یونین کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس میں یہ کہا گیا the Union agreed to provide authentic list of the members of the union since under the IRO only workers can be members of the union, understanding was reached between the APP employees on the above mentioned list which considered as those entitled to the grant of dearness beyond 1st of June, 1991 and the rest will be treated as officers. تو ہم نے یہ ایک طریقہ نکالا کہ وہ ہمیں وہ لسٹ provide کردیں تو ہم ان کو آفیسرز ٹریٹ کرلیں اور ایمپلائز اور workers ان کو ٹریٹ کرلیں ایک تو وہ لسٹ جو ہے۔ It has not still been provided دوسرا جو میں نے عرض کیا regarding the

اس allowance to those autonomous, semi-autonomous corporations

میں گورنمنٹ کا ایک نکتہ نظر ہے کہ they will not ask for an additional grant

from the government. We have a very sympathetic view regarding

لیکن یہ چند ایک ایسی مشکلات ہیں the workers and the employee of the APP

جس کو آپ بھی اور فاضل ممبران بھی سمجھتے ہیں اب اس کو حل کرنے کے لئے میری ایک

تجویز ہے that we appoint a Committee headed by the Additional

اس میں Secretary of Finance, Additional Secretary of Information

ایک فنانس کا representative ہو، ایک representative اس میں اے پی پی

ایڈمنسٹریشن کا ہو، and then we have a representative of the Union of

کیونکہ میرا APP and they can sit down and solve all the problems

خدشہ ہے کہ اگر ہم چٹھی بازی میں رہے تو اس طریقے سے اور بھی دیر ہونے کا احتمال ہے تو

یہ میری تجویز ہے۔

(مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : ایک منٹ، باری باری۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : محترم وزیر صاحب نے جو بیان دیا ہے اس میں بنیادی طور پر غلطیاں اور خامیاں ہیں۔ اس میں تو کوئی دو رائے ہیں ہی نہیں کہ وزیر اعظم نے اس الاؤنس کا اعلان کیا تھا کہ دو سو روپے ماہانہ دیئے جائیں گے۔۔۔

<u>جناب چیئرمین</u> : آپ کے پاس اعلان کی کاپی ہے۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : جناب، وہ اس کو تو deny نہیں کر رہے ہیں if they deny تو پھر ہم آپ کو کاپی بھی دے دیں گے۔ دو تین چیزیں ہیں جو کہ بالکل غیر متنازعہ ہیں simple معاملہ ہے، اس میں کوئی لمبی چوڑی complication بھی نہیں ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : میرے پاس جو کاغذات ہیں اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔ It has

now been decided that dearness alowance of Rupees 200 per month will be admissible to employees of APP also *w.e.f.* 01-12-1990 till next CBA agreement آپ کے پاس ہے۔ تو کیا the next CBA agreement ہوا ہے پھر۔۔؟

سید اقبال حیدر : ہمارا تو کہنا ہے کہ ان بے چاروں کو۔۔

جناب چیئرمین : اچھا پھر۔۔۔ یہ میرے پاس فنانس ڈویژن کا خط ہے the point has been clarified and it has been stated that dearness allowance of rupees 200 per month would be admissible to employees till the next CBA agreement and for officers and executives of the Corporation autonomous/semi-autonomous including banks and DFIs, the dates of admissibility has been restricted only from 1-12-90 to 31-5-91 یہ تاریخ ۹۱-۱۲-۷ لکھا ہوا ہے، یہ clarification آئی ہے، پتہ نہیں کہ اس میں۔۔

سید اقبال حیدر : میں جناب یہی کہہ رہا ہوں کہ اس clarification کے مطابق بھی۔۔۔ میں تو غیر متنازعہ امور پر بات کرنا چاہتا ہوں، جیسے کہ وزیر اعظم صاحب نے ۲۰۰ روپے الاؤنس دینے کا اعلان کیا۔ ملازمین کو وہ allowance نہیں ملا، اس کی تصدیق اس کی clarification میں، جو کہ ایک نامکمل clarification ہے۔ اس میں آج تک کوئی up-to-date information نہیں دی گئی ہے، یہ آپ کو نہیں ملی ہے۔ یہ کاپی ہمارے پاس موجود نہیں ہے لیکن جناب بات بالکل سادہ سی ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے ۲۰۰ روپے کا الاؤنس دیا جس سے وہ انحراف نہیں کر رہے ہیں ملازمین اس کے حق دار ہیں اس سے بھی وہ انحراف نہیں کر رہے ہیں۔ ملازمین کو یہ الاؤنس نہیں ملا اس سے بھی وہ انحراف نہیں کر رہے ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : وہ یہ کہہ رہے ہیں۔۔۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : وہ جناب الجھانے کی بات کر رہے ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : تو اس الجھن کو کیسے دور کیا جائے۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : سر، یہ تو نہ دینے کے بہانے ہیں۔ یہ خزانے کو دوسری مدوں پر خرچ کرنے کے بہانے ہیں۔ یہ بات کہ ایمپلائز اور ورک مین کی definition کیا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ جن کو ورکر تصور کرتے ہیں آپ ان کو تو دے دیں رہی ایمپلائز کی بات۔۔ آفیسرز کی بات۔۔ یہ بعد کی بات ہے لیکن پہلے آپ ان کو تو دے دیں یہ بات تو ایسے ہی ہے کہ جیسے ایک گھر کے دو مالک ہو جائیں اور کرایہ دار بولے کہ میں کسی کو بھی کرایہ نہیں دیتا بھائی، کم از کم آپ ملازمین کو تو یہ ۲۰۰ روپے ماہانہ دے دیں۔ اور آپ کیوں اس میں الجھتے ہیں۔ کیونکہ ورکر جیسے کہ آپ کو علم ہے ورکر کی حیثیت کا تعلق اس کی تنخواہ سے نہیں ہے، اس کے فرائض سے ہے اور ہر وہ شخص ورکر ہے۔ بلکہ یہاں تک ہوا تھا کہ پرانا کیس شاید آپ کو یاد ہو کہ جس میں اس کے پاس، ایمپلائر کے disciplinary action کے اختیارات نہ ہوں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : پتہ نہیں ہے کہ کس قانون کی definition یہاں apply کی ہے۔ کیونکہ IRO میں definition ایک ہے، Payment of Wages Act میں کچھ اور ہو گئی، standing orders میں کچھ اور ہو گئی۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : سر، زیادہ تر جگہ تو یہی ہے لیکن ورکرز ہیں، ہمارا یہ کہنا ہے کہ آپ یہ کمیٹی وغیرہ بنا کر اور تاخیر کریں گے۔ بلکہ ان محنت کشوں کو ان کا حق دے دیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص ورکر نہیں ہے۔ میں یہ محض مفروضے کے طور پر کہہ رہا ہوں اس کو چھوڑ دیں اور باقیوں کو تو دیں جن کو آپ ورکر مانتے ہیں اب یہ کہنا کہ لسٹ provide نہیں کی۔ بھائی، ورکر لسٹ provide نہیں کریں گے کیونکہ وہ تمام ورکرز کو ہی اپنا ورکر تصور کرتے ہیں۔ ان کا یہ اختیار نہیں ہے، نہ ہی یہ مجاز ہیں، نہ ہی ان کی حیثیت

ہے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ جناب یہ تو ہے آفیسر اور یہ ہے ورکر۔ اس لئے وہ list provide نہیں کر سکتے ہیں یہ بات ناممکن ہے، ہماری ان سے بات ہو چکی ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ list provide نہیں کریں گے اس لئے آپ اس list کو payment روکنے کا بہانہ نہ بنائیں۔ payment کو صرف اس لئے روکا جا رہا ہے کہ خزانہ otherwise خالی ہے اور غیر ضروری مدوں میں آپ خرچ کرتے ہیں اور محنت کشوں کے حقوق کو غصب کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب، اس تجویز کے بارے میں کیا خیال ہے جو انہوں نے پیش کی ہے۔

سید فصیح اقبال : میں عرض کرتا ہوں کہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں وہ سچ کے قریب قریب تو ہیں لیکن وہاں گول نہیں کر رہے ہیں جہاں گول کرنا ہے یعنی انہوں نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے جس کے بارے میں motion پیش کی گئی ہے۔ مجھے ان کی دقتوں کا بھی علم ہے۔ ان کا یہ قصور نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے ۱۹۹۱ء میں جب ڈاکٹر تنویر صاحب سیکرٹری information تھے تو انہوں نے اے پی پی کو directives بھی دے دی کہ جی، ان کو یہ الاؤنس pay کریں۔ بات وسائل کی تھی کہ وسائل کہاں سے لائیں۔ کیونکہ اے پی پی کو ویسے تو گورنمنٹ گرانٹ دے رہی ہے لیکن اس کی اپنی ایک علیحدہ حیثیت بھی ہے اس لئے وہاں ایک رجسٹرڈ یونین بھی ہے اور اگر دو یونین بھی ہوں تو اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ سی بی اے تو ایک ہی ہو گی اب سی بی اے نے مطالبہ کیا تھا تو اس پر فنانس میں خط و کتابت ہوئی اور یہ مسئلہ طول پکڑتا گیا میں سمجھتا ہوں کہ آج خوش قسمتی سے یہاں وزیر خزانہ بھی تشریف رکھتے ہیں انہوں نے بھی اس دو سو روپے کے حق کو کبھی انکار نہیں کیا، کسی نے بھی نہیں کیا، اور میں سمجھتا ہوں اب پاکستان میں کوئی ایسا ادارہ نہیں رہ گیا ہے جس کو یہ دو سو روپے نہ ملتے ہوں جو مستقل ملازم ہیں اور جو اس زمرے میں آتے ہوں کہ جن کو ملنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے

وزیراعظم کا یہ ایک ایسا مستحسن قدم تھا جس سے پاکستان میں lower income group اور higher income group کے تنخواہوں کے فرق میں کمی آئی ہے۔

اب جیسے یہ فرمارہے ہیں کہ تنخواہیں زیادہ ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ نیوز پیپر ویج بورڈ کے تحت جو ملازمین آتے ہیں ان میں بھی یہی حال ہے، اخبارات کے ساتھ بھی یہ معاملہ ہے وہاں بھی چپڑاسی کی تنخواہ چار ہزار ہے لہٰذا جس طرح سے بتاتے ہیں کہ تنخواہ کے حساب سے معیار مقرر کیا جائے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ وہ قانون بھی حکومت کا ہی بنایا ہوا ہے حکومت اس میں فریق ہے۔ جب حکومت ایک فریق ہے، میرے خیال میں لیبر وزیر صاحب اٹھ کر چلے گئے ہیں، وہ تو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ جا کر آپ لے لیجیئے لیکن فنانس تو اپنا کام کرتا ہے کہ بھائی ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر اطلاعات اس مسئلہ کا حل چاہتے ہیں تو یہ ہو سکتا ہے۔ ہم تو آج سمجھ رہے تھے کہ آپ اس کا آج اعلان کریں گے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کہاں سے پیسے لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اے پی پی کی کچھ پوسٹیں ختم ہو گئی ہیں وہاں دو پوسٹروں سے میرا خیال ہے کہ ۷۰۔۸۰ ہزار روپے کی بچت ہوئی ہے۔ بچت تو نہیں بلکہ خسارا کم ہوا ہے اسی طرح سے آپ کی دو تین پوسٹیں اور کم ہوئی ہیں۔ اس طرح اگر آپ الاؤنس کو اس رقم سے دیں یا فنانس سے کوئی نئی grant لیں بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ورکروں کو اس حق سے محروم کرنا سراسر زیادتی ہے۔

جناب والا، پریس ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ بہت ہی اہم ہے۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اے پی پی کے سٹاف میں non-journalists زیادہ ہیں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دنیا کی سب سے بڑی نیوز ایجنسی Reuter ہے اس میں دس ہزار ملازمین ہیں جس میں ۱۲۶۸ تو جرنلسٹ ہیں ۸۷۳۲ non-journalists ہیں یہاں آپ ان یونینوں سے پوچھیں کہ جنہوں نے APNS بنا کر سب کو جرنلسٹ بنایا ہوا ہے میرا خیال ہے کہ موجود management میں بڑے سینیئر جرنلسٹ ہیں اور ان کے یونین میں بڑے کارنامے ہیں تو کم از کم مزدوروں کے حق کے لئے کوئی standard نہیں ہو سکتا ہے جب آپ نے ایک

بات طے کرلی ہے تو اس کو دینا چاہیئے اب بات یہ ہے کہ کس طرح سے دیں اور کس طرح سے نہ دیں۔ جہاں تک آپ کی inter-departmental یا inter-ministerial معاملات کا تعلق ہے ان کو میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہتر جانتے ہیں یہ معاملہ آپ سے پہلے سے چل رہا ہے یہ ان کو اسی دن سے ملنا چاہئے جس دن سے announcement ہوئی ہے۔

میں ابھی وزیر خزانہ کو زبردست مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کی ملوں کے ملازمین کو بھی یہ دوسو روپے دیئے ہیں۔ پاکستان میں دو ملیں ایسی تھیں جو چھ سال سے بند تھیں لیکن اس کے ملازمین کو بند ہونے کے باوجود تنخواہیں دی جاتی رہی ہیں۔ گو کہ تنخواہیں معمول کے مطابق نہیں تھیں اور جو ۷۲ء کے Wages Act کے تحت مل رہی تھیں لیکن یہ قصور حکومت کا نہیں تھا حکومت نے چھ سال بند ملوں کی تنخواہیں دی ہیں۔ اور یہ میں ہاؤس کے لئے انکشاف کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ نے نہایت فراخدلی سے اس مسئلے پر سوچا اور یہ انکا حق بنتا ہے۔ اب جبکہ وہ مزدور کام کرنا چاہتے ہیں تو یہ Golden shake hand کا کہتے ہیں۔ اب جبکہ حکومت نے مل چلانے کا فیصلہ کیا ہے تو یہ فیصلہ بھی کریں۔ اگر یہ واقعی اے پی پی کو بند کرنا چاہتے ہیں تو پھر تو یہ مسئلہ دوسرا ہے۔ اگر اسکو چلانا چاہتے ہیں تو میں تو سمجھ رہا تھا کہ اسکو آزاد کریں گے۔ اور کسی ٹرسٹ کی شکل میں واپس کر دیا جائے گا اور اس میں کوئی کمیٹی آپ بنائیں میرا خیال ہے کہ ہاؤس اس تجویز کو ویلکم کرے گی۔ تاکہ APP ایک آزاد ایجنسی کے طور پر کام کرے جس طرح سے آپ نے NPT کو disinvest کیا ہے اور بعض جگہ ایسے معاملے ہوئے ہیں جسے The Morning News والا کہ کسی یونین نے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ اور آپ نے انہیں تمام واجبات دیئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اطلاعات اور وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ دوسو روپیہ کا فیصلہ اگر اتنے ہائی لیول پہ نہیں ہو سکتا تو بیوروکریٹ کیسے کریں گے، پانی کا معاہدہ آپ کے چاروں وزرائے اعلیٰ اور وزیر اعظم نے کیا ہے بیوروکریٹس نے تو دس سال Meeting ہی نہیں ہونے دی۔ تو یہ سارا مسئلہ آپ لوگوں کے درمیان ہے۔ آپ

کے منشور کے تحت ہے آپ کو mandate ہے سب سیاسی لوگ ہیں یہ فیصلہ آپ لوگ
کریں کمیٹی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا میں وزیر صاحب کے خیر مقدمی کلمات کا انتظار کر رہا ہوں کہ
وہ when there is a will there is a way اس کا اعلان کریں۔ شکریہ۔

<u>جناب چیئرمین:</u> شکریہ۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

<u>ڈاکٹر بشارت الٰہی</u> : بہت بہت شکریہ my colleagues have already
elaborated the whole thing. یہ جو وزیر صاحب نے یہاں وضاحت کی اس میں
انہوں نے دو چیزیں بتائیں ایک تو کہتے ہیں کہ ہم ان کو sympathy بہت دے رہے
ہیں، چلو یہ تو دے رہے ہوں گے لیکن دوسری بات انہوں نے یہ کی کہ ہمارے پاس فنڈز
نہیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پہلے وزیر اعظم صاحب کو جائزہ لے کر پھر اعلان کرنا چاہئے تھا
If the highest executive in the country has made an announcement
then the responsibility of getting these funds کہاں سے لائیں is theirs.
Apparently, there seems to be no justification at all in trying to do
what they are doing. اور یہ جو کمیٹی بنانے کی بات کر رہے ہیں میری سمجھ میں نہیں آ
رہی کہ کس بات پہ کمیٹی بنائیں گے he does not deny that they are not
entitled لسٹ کی جو بات کر رہے ہیں وہ لسٹ ان سے کیوں مانگ رہے ہیں don't they
know? کہ ان میں سے کون مستحق ہے اور کون نہیں ہے۔ Why do they want the
list from the Union? میرا خیال ہے باقی محکموں میں بھی management نے خود
اس پر action لیا ہے کسی یونین وغیرہ نے list provide تو نہیں کی۔ اور this to
me, Sir, is high handedness on the part of the Executive and the
Government, if they have been going? ان لوگوں کے اس اعلان کو ڈیڑھ پونے
دو سال ہو گئے ہیں and it is a pitty that we are discussing this after such a
long period ان لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے and there is absolutely no

فصیح اقبال اور جیسے justification in not giving them what is their due?
صاحب نے کہا ہے کہ یہاں ہمارے سر تاج عزیز صاحب بھی تشریف فرما ہیں لالیکا
صاحب بھی ہیں یہاں پر وزیر محنت بھی تشریف لے آئے ہیں لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے
ہیں۔ The decision should be taken now, because the decision has already been taken. The decision to implement that decision should be taken now and a formal announcement should be made on the floor of this House. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین : جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! جس طرح فصیح صاحب نے وزیر صاحب کی تعریف اور پذیرائی کی تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے دوسرے ہی لمحے مان لینا چاہیے۔ لیکن بقول فصیح اقبال صاحب کے وزیر صاحب تو سچ اور جھوٹ کے درمیان ایک راستے پر کھڑے ہیں جدھر چاہیئں جاسکتے ہیں۔ جناب والا! جس طرح میرے دوسرے دوستوں نے عرض کی کہ اس ہاؤس میں جب اتنی بڑی ہائر اتھارٹی کو جب ایک decision کرنا ہے تو وہ تمام متعلقات کو دیکھ کر فیصلہ کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ چونکہ کافی وقت گزر چکا اور دو سال کا عرصہ، اس ملک کے ورکرز کے لئے، کافی زیادہ ہے اور پھر انہوں نے یہ کہا کہ یہ ورکرز کس category میں آتے ہیں اور کس میں نہیں آتے، یہ تو لیبر ڈیپارٹمنٹ کا ایک لیٹر بھی ہے جو شاید آپ کے پاس بھی ہوگا اور اسی طرح فنانس کا بھی ہے میں سمجھتا ہوں ان کا حق ہے اور اگر آپ کوئی کمیٹی بنائیں گے تو جی کمیٹیاں اور کمیشن اس ملک میں اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ جب کسی مسئلے کو طول دیا جائے اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے کہ یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ انکا حق ہے ان کو دیا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جی عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, I will not repeat what my learned colleagues have said. But I will put it to you...

Mian Abdul Sattar Laleka : Mr. Chairman, Sir, I would like to know, 'has this motion been admitted for discussion'? I think the short statement has already been made.

(Interruption)

Mian Abdul Sattar Laleka : You are the mover, but short statements. You are re-discusssssing the issue.

جناب چیئرمین : بہر حال اس میں میرے خیال میں اگر ایک حل میں تجویز کروں۔

Mian Abdul Sattar Laleka : No, Sir. I will.

اگر کہیں گے تو میں reply کروں گا۔ Kindly leave it to me.

Mr. Chairman : Right. جی اب ذرا مختصر

سید عبداللہ شاہ : جناب مختصر ہمارے لیئے کیوں ہے؟

جناب چیئرمین : impatience شروع ہو گئی ہے ناں۔

سید عبداللہ شاہ : ویسے میں لمبی تقریر کرتا بھی نہیں ہوں۔

Mr. Chairman : Yes, I know that.

Syed Abdullah Shah : Sir, I will put it like this that the present government has made its motto to pass and practice discriminatory laws. When the Prime Minister made an announcement he should have known the consequences of his announcement. Then one set of the employees are getting the benefit and others are being denied, for one reason or the other. So, in my humble opinion, Sir, this is why the Constitutional guarantee is given to the citizens of Pakistan. In this very Information Department, the people who are working in Radio Pakistan and pakistan Television, Utility Stores Corporation, CDA, even government employees, they all are getting this Rs. 200 allowance which has been merged in their salaries. Why only APP

be made an exception? Of course, the suggestion of Minister to form a committee, just want to throw the things in the cold storage which should not be permitted. As a matter of justice, it is their right. I have been informed that even the Ministry of Finance and Labour have agreed to this right of employees of the APP. So, the Minister should take steps to fulfil his own leader's commitment, not my commitment.

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین! اکثر باتیں تو ہو چکی ہیں وزیر صاحب نے یہ فرمایا کہ تین سو ملازمین ہیں اور پہلے سے ہم ان کو subsidy دے رہے ہیں۔ تو اگر اس طریقے سے دیکھا جائے تو سٹیل مل میں ہزاروں ملازمین ہیں اور وہ اتنی زیادہ نقصان میں جاتی ہے جسکی کوئی حد نہیں ہے تو اس طرح پھر ان لوگوں کو اور ان فیکٹریوں کو اور ان ملازمین کو پھر ملنا ہی نہیں چاہئے اور سیکرٹریٹ اور دوسری جگہوں کے ملازمین کو پھر یہ الاؤنس نہیں ملنا چاہئے تھا۔ جب وزیراعظم صاحب نے اس بات کا اعلان کیا ہے تو اسی دن سے پرائیویٹ پارٹی پر بھی یہ پابندی لگ گئی اور انہوں نے بھی اسی ماہ اپنے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا اور اب اگر یہ ان تین سو ملازمین کو دو سو روپیہ دیں گے تو یہ ساٹھ ہزار روپے ٹوٹل بنتا ہے۔ تو یہ ساٹھ ہزار روپے۔

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے رزاقی نہیں ہے

اور یہاں تو یہ شبنم دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ باقی تفصیل سے باتیں ہو چکی ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی جناب منسٹر صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب۔۔۔۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں ایک تجویز یہ ہے کہ۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب مہربانی کر کے مجھے اجازت دیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : میری تجویز سن لیں۔

<u>میاں عبدالستار لالیکا</u> : جناب پھر جو کہیں گے میں کرلوں گا۔ جناب جہاں تک چند ممبران کا یہ خیال کہ میرے قائد کو اعلان کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے۔ اس کی تصدیق پی ڈی اے والوں نے کی ہے کہ جو میرے قائد نے اعلان کیا تھا، اس پر ۹۹ فیصد، عملدرآمد ہو چکا ہے۔ ایک فیصد رہ گیا ہے۔ یہ اقبال حیدر صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ صرف ایک ادارہ رہ گیا ہے اس نے بھی مان لیا ہے۔ باقی رہا کہ جی ان کے پاس وسائل نہیں ہیں اور اس میں بخیلی کر رہے ہیں۔ نہیں ہم پانچ کروڑ روپیہ پہلے دے رہے ہیں۔ ایک بات اور کہوں گا۔ فصیح اقبال صاحب نے بہت سے point raise کئے کہ اس طرح فنڈز جنریٹ کریں۔ میں ان کی تجویز میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس ایجنسی کے users ہیں وہ بھی ذرا فراخدلی سے جو arrears ہیں وہ clear کریں۔ اور اس طریقے سے بھی the resources can be pulled up. Sir, in all my honesty and humbleness I made this proposal and request. کہ یہ کس طریقے سے باہمی خط و کتابت سے بچ جائیں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : میرے خیال میں اس طرح کریں کہ کمیٹی بنائی جائے۔ لاء منسٹر اور فنانس منسٹر اور انفرمیشن منسٹر کی۔ and they should come with a solution within thirty days. یہ bureaucrats سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ لاء منسٹر، فنانس منسٹر اور آپ۔ آپ تینوں کی کمیٹی ہو۔ اس معاملہ کو دیکھیں اور فیصلہ کریں۔

<u>میاں عبدالستار لالیکا</u> : جناب اس میں میرے خیال سے لیبر منسٹر آئیں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ٹھیک ہے لیبر کو رکھ کر چار کرلیں۔ آپ، اے پی پی لیبر منسٹر فنانس منسٹر اور لاء منسٹر۔ یہ پولیٹیکل لیول پر فیصلہ ہو سکے گا۔ bureaucrat level پر نہیں ہو گا۔

Mian Abdul Sattar Laleka : Sir, as you wish.

Mr. Chairman : So this is the proposal which is acceptable.

سید اقبال حیدر : On a point of personal explanation sir, لالیکا صاحب نے جو کہا کہ ہم نے ان کے قائد کی تعریف کی ہے۔ میں کروں گا اگر وہ عوام کے حقوق کی حق تلفی نہ کریں۔ آپ یہ اعلان کریں آج، ابھی کہ آپ اے پی پی کے تمام ورکروں کو یہ دیں گے۔ میں ابھی، اس ایوان میں آپ کے قائد کی تعریف کروں گا۔ لیکن آپ کریں تو سہی یہ اعلان۔ آپ اچھے کام کرکے دکھائیں پھر آپ ہماری تعریفوں کے مستحق ہوں گے۔

جناب چیئرمین : یہ ہو گیا جی۔ کمیٹی اب تیار ہے۔ پھر یہ کمیٹی ٹھیک ہے اگر آپ مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں شاید political level پر کچھ حل نکل آئے۔ ٹھیک ہے۔ within thirty days it will come out.

Mian Abdul Sattar Laleka : Sir, I object to thirty days.

جناب چیئرمین : اچھا پھر کتنے؟

Mian Abdul Sattar Laleka : At least sixty days.

Syed Iqbal Haider : Thirty days, thirty days.

جناب چیئرمین : چلیں ۴۵ دن کر دیں۔

Mian Abdul Sattar Laleka : No Sir, it will not be possible before sixty days.

جناب چیئرمین : پنتالیس کر لیں۔ اگر فیصلہ ہونا ہے تو پینتالیس دنوں میں ہو جائے گا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman : So four members committee-Law Minister, Labour Minister, Information Minister and Finance Minister and within forty five days they will come out with a solution.

Syed Iqbal Haider : Without any extension.

Mr. Chairman : So this is disposed of. Next is Tariq Chaudhry Sahib on the arrest of RAW's agent.

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۹ اگست کی اشاعت کے مطابق پنجاب میں سندھ جیسے حالات پیدا کرنے کی بھارتی سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ بھارتی خفیہ تنظیم 'را' کے دس ایجنٹ گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان ایجنٹوں سے تخریب کاری دہشت گردی کی خفیہ دستاویزات اور پاکستان کی اہم تنصیبات کے نقشے برآمد ہوئے ہیں۔ یہ انتہائی اہمیت کا خصوصی مسئلہ ہے۔ جسے ایوان میں فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed ?

Ch. Abdul Ghafoor : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : It is being opposed.

جی فرمایئے۔ آپ کچھ مزید کہنا چاہیں گے۔

Ch. Abdul Ghafoor : Before it is taken over Sir. I want to make a short statement, because it is very sensitive matter.

اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایوان میں اس طرح زیر بحث لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا so I want to make a statement first Sir.

جناب چیئرمین : جی فرماد یجئے۔

چوہدری عبدالغفور : میں جناب عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی تنظیموں کے لئے اگر کوئی ایسے ادارہ اسے پکڑیں بھی تو اس سے پہلے کہ اس کی مکمل طور پر تفتیش ہو۔ اسے disclose نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بات کہ اس قسم کے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس میں یہ چونکہ کل موصول ہوئی ہے۔ کل کے اخبار کی بات ہے اور آج ہی یہ اس بارے میں آئی ہے اس لئے مکمل کوائف ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ تو اسے pending کرلیں تاکہ اس کے متعلق ہم مزید معلومات حاصل کرسکیں۔

جناب چیئرمین : طارق صاحب آپ نے نشاندہی تو کردی کہ آدمی بھی پکڑے گئے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب اسے pending کردیں۔

جناب چیئرمین : نہیں pending نہیں۔ اس پر کیا بحث کریں گے۔ مقصد تو یہ ہے کہ آپ نے نشاندہی کردی۔ حکومت کی توجہ مبذول کروائی۔ آدمی پکڑے گئے ہیں۔ تفتیش ہوگئی۔ تو اس میں sensitive چیزیں ہوتی ہیں۔ بحث کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔

جناب محمد طارق چوہدری : بحث کرنے سے ہمارے سامنے یہ حقیقت تو آئے کہ کیا واقعی ایسا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ تو انکوائری کے بعد ہی ہوگا ناں۔ انکوائری کے بعد کمیٹی میں یعنی کسی ایسے طریقے سے کہ وہ پبلک میں نہ آئے۔ کمیٹی میں آپ کو بریف کردیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب next time یہ اس پر statement دے دیں۔

جناب چیئرمین : نہیں تفتیش مکمل ہونے کے بعد بھی کریں گے ناں۔ they can take you into confidence after the completion of the investigation تب ہی ہوسکتا ہے ناں۔ یعنی اس سے قبل تو مناسب نہیں ہوگا۔

جناب محمد طارق چوہدری : اس وقت تک pending رہنے دیں۔

جناب چیئرمین : پینڈنگ کی تو بات نہیں ہے۔ یہ ایسا معاملہ ہے۔ اسے pending

کر کے فائدہ کیا ہو گا۔

جناب محمد طارق چوہدری : پھر آپ ان کو direct کریں۔

جناب چیئرمین : پھر اس میں اس طرح کریں۔ لاء منسٹر صاحب۔ یہ تفتیش مکمل ہونے پر in your own manner.

(Interruption)

Ch. Abdul Ghafoor : We will take them into confidence.

Mr. Chairman : Right disposed of after the statement of the Law Minister.

MESSAGES FROM THE NATIONAL ASSEMBLY

Next we have received two messages from the National Assembly.

1. In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992 they have informed us that the National Assembly passed the Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1992 on the 27th of August, 1992.

اس کے علاوہ ایک اور message آیا ہوا ہے کہ

2. That they ahve also passed the Employees Cost of Living Relief Act, 1992 on the 27th of August, 1992.

Next is item No. 2-Resolution, Faseih Iqbal Sahib to move. Iqbal Haider Sahib on a point of order.

Syed Iqbal Haider : Sir, this session has been called by you as a requisitioned session and it was indeed a historic ruling which we greatly appreciate and admire and in this todays Orders of the Day I do not find Sir, any of the points, on which the House was requisitioned and those three points, one was foreign policy and the other was law and order.

جناب چیئرمین : اس پر آپ کو یاد ہو گا کہ تفصیلی بحث ہوئی تھی اور جو فیصلہ میں نے کیا تھا وہ لکھا ہوا ہے کہ رولز کے مطابق چلے گا۔ اس کے باوجود اس میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ زرعی پالیسی پر طارق چوہدری صاحب کا motion آیا ہوا ہے۔ اور اگر آپ لانا چاہتے ہیں تو ایوان کی منظوری سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر آپ کوئی موشن لانا چاہیں اور ایوان منظور کرے۔ لیکن ز normal business ہاؤس کے رولز کے مطابق ہو گا۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ رولز کے بغیر کوئی چیز لے آؤں۔ یہ تفصیل فیصلے میں آچکی ہے۔ آپ دیکھ لیں اس میں۔

Syed Iqbal Haider : True, I have read it, Sir. All that I am seeing in the Orders of the Day like as the official business is placed 1, 2, 3, 4 the requisitioned business should have also been placed in the same order.

جناب چیئرمین : وہ کس طرح؟ کوئی rule بتائیں، جو آپ کہیں میں کروں گا لیکن rule تو بتائیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, when the rules are silent then you have the discretion.

جناب چیئرمین : آپ نے دیکھا کہ اس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ فیصلے میں آچکا ہے کہ رولز کے مطابق ہو گا۔ تو یہ رولز کے مطابق بنا ہے اور دوسرا یہ بھی ہے کہ in matters like this میں سمجھتا ہوں کہ مناسب بات یہ ہو گی کہ لیڈر آف دی ہاؤس اور جو ریکوزیشن کرتے ہیں وہ بیٹھ کر طے کر لیں جیسا کہ ہو گیا ہے۔ یعنی فارن پالیسی کا مسئلہ بھی کل discuss ہوا ہے یہ بھی آ گیا ہے۔ and by mutual accommodation you can achieve every thing.

Syed Iqbal Haider : Sir, law and order is not on the Orders of the Day.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ نہیں تو نہیں ہے۔ بھئی mutual

rules لیکن یہ you have to give and take یہ ہوتی ہے کہ accommodation
میں موجود نہیں ہے کہ بغیر کسی قاعدے کے کوئی چیز لے آؤں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, rules are silent. You have the discretion to bring them on the Orders of the day.

جناب چیئرمین : تو یہ پہلے بحث ہو چکی ہے۔جی جناب عبداللہ شاہ صاحب۔

سید عبداللہ شاہ : جناب اسی بات پر میں نے یہ عرض کیا تھا۔

When we were discussing this constitutional issue that even in the requisitioned session the same rules will apply and under the rules Sunday is only the Private Membes Day and rest of the days will be reserved for the business because these rules were framed without keeping in mind the question of requisitioned session. Now I have suggested an amendment in the rule.

جناب چیئرمین : وہ با قاعدہ لائیں we will take it up اس طرح تو نہیں ہوتا۔
you have to give notice.

Syed Abdullah Shah : Sir, you can wave the notice.

Mr. Chairman : You see, I have to wave notice keeping into account the fairness of the principle.

اگر ایک اہم rule آرہا ہے۔اور میں بغیر نوٹس کے ہاؤس کو put کر دوں تو مجھے کون عقلمند کہے گا۔

سید عبداللہ شاہ : میری گزارش سنیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ مجھے پیش کرنے کی اجازت دیں۔

Mr. Chairman : I am sorry, Abdullah Shah Sahib,
میری بات سن لیں۔ rules کے بارے میں لکھا ہوا ہے۔ rules are very important.
یعنی رولز کو lightly تو میں نہیں لے سکتا۔ رولز میں لکھا ہوا ہے کہ پندرہ دن کا نوٹس ہونا چاہئیے۔ تو میں اس پندرہ کو بھی چودہ کر دوں گا بارہ کر دوں گا لیکن ایک گھنٹہ تو نہیں کر سکتا

ناں۔ آخر ایک مقصد ہے ایک چیز کا۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ ممبران کو پتہ ہی نہیں کہ کیا rule ہے۔ میں آپ کو اجازت دے دوں پیش کرنے کی اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ کیا ہے وہ کس پر ووٹنگ کریں گے۔

سید عبداللہ شاہ : جناب میری گزارش یہ ہے کہ this is a simple amendment and I will read it to the House, this may be referred to the Rules Committee.

Mr. Chairman : How?

جو rules and procedure ہیں وہ provide کرتے ہیں کہ پہلے آپ کو ہاؤس کی leave لینی ہے۔

Syed Abdullah Shah : Sir, I will move before the House, you permit me, they can grant me leave they can refuse it.

جناب چیئرمین : بھئی، Leader of the House سے پوچھ لیں۔ کیوں جی؟ یہ کہتے ہیں کہ میں آج ہی rules کی amendment move کرتا ہوں would you agree to that?

Ch. Abdul Ghafoor: We oppose it, Sir. Sir, it is just not possible now.

Mr. Muhammad Ali Khan : Sir, it is not possible now. We will have to sit together, sort it out and then bring it in the House.

سید عبداللہ شاہ : جناب میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین : فائدہ کیا۔ خوامخواہ پڑھنے کا فائدہ کیا۔ یعنی جب move نہیں ہو سکتی notice نہیں ہے agree کوئی نہیں کر رہا consensus نہیں ہے تو move کرنے سے فائدہ پھر کیا ہوگا۔

Syed Abdullah Shah : Therefore, I gave it yesterday. I

thought today is the Private Members' Day.

جناب چیئرمین: Rules provide شاہ صاحب کہ ۱۵ دن کا نوٹس ہونا چاہیئے۔ اب ۱۵ دن کو بہت کروں تو ۱۲ دن کردوں۔ دس کردوں لیکن میں ایک گھنٹہ کردوں میں کیا کروں۔ یعنی کچھ fairness بھی تو ہوتی ہے and why is it there, it is there so کہ بھائی کیا ہو رہا ہے that the members have notice rules are something which govern the basic functioning of the House اس کو lightly نہیں لینا چاہیئے۔ اس کو سوچ کر and let the matter come میرے خیال میں آپ نوٹس دے دیں۔

Syed Abdullah Shah : Sir, I am not saying that. Sir, I mean it might have gone to the Committee, they would have vetted it and then brought it to the House. Please only give time.

جناب چیئرمین : بھئی دیکھیں agree کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ but they do not agree تو میں کیا کروں۔ If they agree I would have done it.

Dr. Bisharat Elahi : Mr. Chairman! although any session whether it is called by the President or it is a requisitioned session, is not required to give an agenda but in this particular requisitioned session the persons who requisitioned it have given an agenda, now can that agenda be not accommodated?

Mr. Chairman : You see, that will be by mutual accommodation but under the rules as they are; certain days are fixed for government business, certain days for private business. Even in private business you determine priorities through ballot. وہ میرا اختیار نہیں ہوتا۔ اب آپ اس کو by mutual accommodation adjust کر سکتے ہیں۔ as it has been done. For example the members who are desiring that there should be a debate on foreign policy, even

during the last session the two sides agreed and it was brought on the agenda, ایگریکلچر پالیسی کا آج آگیا ہے اگر آپ اس کو پہلے لینا چاہیں۔ again the members can decide یہ تو آپ کا آپس میں فیصلہ ہے۔

<u>ڈاکٹر بشارت الٰہی</u> : لیکن requisition میں specify کر دیا گیا ہو کہ ہم اس چیز کے لئے session بلانا چاہتے ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : اس پر بحث ہو چکی ہے آپ rules کے حوالے سے مجھے کوئی نئی چیز بتا سکیں کہ rules میں یا کسی precedent میں یہ چیز ہو سکتی ہے تو I am still willing to consider.

Dr. Bisharat Elahi : Sir, what I am saying is that although the requirement is not there for the members who requisite a session to give an agenda but for this particualr session, which is the requisitioned session, an agenda was given, so what I am trying to say is that since the agenda has been given then I think the agenda should be taken up.

Mr. Chairman : But, how does the agenda over-ride the rules?

Rules یہ کہتے ہیں Private members day پر آپ کی business بیلٹ سے determine ہو گی آپ دیکھیں آئین کی جو فلاسفی ہے قاعدہ ۵۴(۱) میں صدر کو پاور دی گئی ہے to summon the Assembly, no agenda is given and in 54(3) the power is given to summon the Assembly members, nothing is said that ایجنڈا یہ ہوگا۔ اور 55 the very next clause کہتا ہے۔

'All decisions shall be taken by majority of members present and voting.....'

So, the House can decide, if you decide between yourselves.

یعنی لیڈر آف دی ہاؤس بیٹھے ہیں اپوزیشن کے ممبر بیٹھے ہیں آپس میں بیٹھ کر آپ جو طے کریں۔ I will put it to the House وہ واضح ہے so, as it is today, we have to follow the rules as they are فصیح اقبال صاحب آپ کی Resolution ہے۔ جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : رولز کے تحت یہ ہے کہ Order of the day کے لئے جو بھی agenda آئے گا اور اس میں اندراج ہوگا تو چیئرمین لیڈر آف دی ہاؤس منسٹر فار پارلیمنٹری افیئرز اور لیڈر آف اپوزیشن بیٹھ کر اس کو discuss کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : پرائیویٹ ممبر ڈے پر یہ ہوتا ہے آپ کی جو ہوتی ہیں۔

جناب شہزاد گل : اس میں یہ چاہیئے تھا کہ لیڈر آف دی ہاؤس آپ خود اور پارلیمنٹری افیئرز کا منسٹر اور جس نے requisition کی درخواست دی تھی وہ بیٹھ کر ایجنڈا ڈسکس کرتے۔

جناب چیئرمین : وہ تو کچھ حد تک you can say آپ کا جو three پوائنٹ ایجنڈا تھا جو ریکوزیشن میں تھا ٹو پوائنٹ تو آ گئے ہیں اور by mutual accommodation آئے ہیں۔

جناب شہزاد گل : Two points نہیں آئے۔ امن وامان کا جو مسئلہ ہے وہ سندھ تک محدود تھا سندھ کی situation پر۔ امن وامان پر بحث نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین : دیکھیں ناں شہزاد گل صاحب! لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن بیٹھ کر طے کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یا ہاؤس by majority فیصلہ کر لے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ .....but as things are today

جناب شہزاد گل: اسی لئے تو رولز میں amendment کے لئے نوٹس دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : وہ میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں آپ وکیل آدمی ہیں رول ۲۴۲ دیکھ لیں ۲۴۲ کہتا ہے۔

<u>جناب شہزاد گل</u> : اس میں ambiguity تھی۔

<u>جناب چیئرمین</u> : پڑھ لیں ناں۔ میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں۔

Rule 242 says:-

> "Unless the Chairman otherwise directs, not less than fifteen clear days' notice of a motion for leave to amend these rules shall be given..."

اب ۱۵ دن کا نوٹس ہے اب ۱۵ دن کا نوٹس پہلی چیز تو یہ ہے کہ کیوں رکھا گیا ہے۔ پہلی چیز تو یہ سوچ لیں رولز کے لئے ۱۵ دن کا نوٹس کیوں رکھا گیا ہے اس لئے کہ جب آپ amendment کریں تو سوچ کر کریں اطمینان سے کریں ہر ایک کو پتہ ہو کہ یہ چیز آ رہی ہے اس کی implications سمجھ لیں اب چلیں آپ کے کہنے پر میں اس کو کم کر دیتا ہوں۔ ۱۲ سے میں کتنا کم کروں گا یعنی ۱۵ سے میں ایک گھنٹہ کر دوں۔ آپ مجھے support کریں گے۔ پھر آپ کہیں گے کہ آپ تو dictator بن گئے ہیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, in Clause 242 just the first line, very rightly you have pointed out:

"Unless the Chairman otherwise directs..."

So, the time period specified for moving an amendment is only when you have not directed otherwise.

Mr. Chairman : In exercising this power, I have to take into account the fairness that whether the members know کہ کیا ہو رہا ہے۔

Syed Iqbal Haider : Now Sir, may I say further that under these peculiar circumstances when the requisitioned session has only been convened on Thursday for sitting on Saturday, it is physically impossible to comply with the requirement of 15 days.

Mr. Chairman : But by the grace of God you will have more sessions, you will have more time what is the hurry.

Syed Iqbal Haider : Then the session will expire.

Mr. Chairman : So what?

Syed Iqbal Haider : And the requisitioned business will not be discussed.

Mr. Chairman : So what?

Syed Iqbal Haider : You see the whole purpose of calling the session will be frustrated, that will be the main loss.

جناب چیئرمین : آپ کا ایک مقصد ہے کہ آپ چیزیں discuss کرنا چاہتے ہیں۔

By mutual accommodation you can always discuss it, as things are today we should follow the rules and as far as the amendment and rule is concened, you have given notice it shall be circulated, it will be brought on the agenda in accordance with the rules and it will not be fair on my part to allow such an important amendment wihout giving notice to the members, I don't think anybody would appreciate this.

Syed Iqbal Haider : Sir, under these peculiar circumstances....

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے آپ نے بات کر لی۔ چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور : جناب مجھے اس بات سے بڑی پریشانی ہو رہی ہے اور میں حیران ہوں اس کے باوجود چیئر کی طرف سے time and again this has been clarified رولز یہ کہتے ہیں پھر amendment of the rules کوئی بچوں کا کھیل تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ کراچی سے آئے ہیں کچھ تو آخر انہوں نے کہنا ہے۔

چوہدری عبدالغفور : Mutual agreement کے لئے یہ کیسے ہے کہ سارے رولز کو ایک طرف رکھ دیں۔ یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے اور اس پر insist کرنا اس سے زیادہ اور۔۔۔

جناب چیئرمین : نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

چوہدری عبدالغفور : سر آپ نے جو ۱۵ دن کی توجہ دلائی اس کے بعد نمبر ٹو تو پڑھیں نمبر ٹو پڑھیں کہ رولز کی کیا requirement ہے اور پھر کس طرح چاہتے ہیں کہ ایک منٹ میں سارے مراحل یہ طے کر لئے جائیں۔ Unless the Chairman otherwise directs یہ تو ان کی سمجھ میں آگیا کہ چیئرمین صاحب ساری چیزیں پھلانگ کر ایک منٹ میں یہ ساری بات کر سکتے ہیں لیکن اس کے آگے۔

...."not less than fifteen clear days notice of a motion for leave to amend these rules shall be given and the notice shall be accompanied by the amendment proposed."

Then number (2) :-

> "The motion shall be included in the Orders of the Day, if the Senate is in session, within seven days of the expiry of the notice given under sub-rule (1) or, if the Senate is not in session, within seven days of the commencement of the next session."

جناب چیئرمین : آجائے گا۔

چوہدری عبدالغفور : So long and so اور یہ باتیں ان رولز کو..... یہ تو بڑی حیرانی والی بات ہے آرڈر آف دی ڈے تو ہو سکتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ رولز کو اس طرح یہاں امنڈ کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین : کئی دفعہ مصلحت ہوتی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام ابھی ہو جائے یہ ہو جائے۔ لیکن in the larger interest of every body the House, ourselves, public, democracy it is better that we follow the rules.

جناب چیئرمین : بہر حال یہ بات ہو گئی ہے۔

سید فصیح اقبال : یہ ہاؤس بھی سننا چاہتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : فصیح صاحب، میرا خیال ہے کہ ایجنڈے پر چلتے ہیں I don't want any explanation. آپ مہربانی کر کے انفارمیشن منسٹر صاحب کو کہیں کہ اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ جی، آپ Resolution move کریں۔

RESOLUTION PRESENTED

Syed Faseih Iqbal : Sir, I beg to move the following resolution:

> "This House recommends that the income generated from 'Iqra' surcharge should be spent exclusively for the promotion of Education in the country."

جناب چیئرمین : فرمایئے، اس پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! جیسے کہ آپ کے علم میں ہے ۱۹۸۵ء میں مرحوم ضیاء الحق کے وقت میں اقراء Finance Act آیا۔ انہوں نے اقراء سرچارج کے بارے میں کابینہ سے اس طرح فیصلہ کروایا کہ تعلیم کی ملک میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان جب معرض وجود میں آیا تو اس وقت ہمارا literacy rate 19% تھا اور اس وقت جو ہم show کر رہے ہیں officially ۳۵ فیصد ہے۔ اس وقت تناسب کے لحاظ سے دنیا میں نیپال اور افغانستان سے دو فیصد زائد ہیں۔ انڈیا کا بھی اس وقت یہی ریٹ تھا جو پاکستان کا تھا لیکن ان کا اس عرصہ میں ۵۵ فیصدی لٹریسی ریٹ ہو چکا ہے۔ دنیا کے دیگر ملکوں میں تعلیم پر بہت زیادہ خرچ ہو رہا ہے لیکن پاکستان میں ابھی تک اس پر جی این پی کا ۲ء۳ خرچ ہو رہا ہے۔ یہ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔ شروع میں تو پاکستان میں problems تھیں لیکن ۶۵ کے بعد کم از کم یہ ہونا چاہیئے تھا کہ پاکستان کا education budget یو این او کے چارٹر کے مطابق ہوتا جو کہ جی این پی کا 4% ہے کہ یہ تعلیم پر خرچ کیا جائے یہ ہر ملک کے لئے ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان میں

۲ء۳ خرچ کیا جائے یہ ہر ملک کے لئے ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان میں ۲ء۳ خرچ کیا جاتا ہے اس طرح ہم UNO جس کے signatories ہیں، کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اب پاکستان اس لئے بھی تعلیم میں پیچھے رہ گیا ہے کہ حکومت کی priority میں اس کا کوئی بھی مقام نہیں رہا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم ہے یعنی پاکستان میں عالم یہ ہے کہ پرائمری ایجوکیشن سے کروڑوں بچے محروم ہیں اسی طرح سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری ایجوکیشن سے لاکھ بچے محروم ہیں دیہات تو کیا بلکہ شہروں میں بھی ایسا ہے کہ وہاں کوئی مناسب سکول اور کالج دستیاب نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہر حکومت کا فرض ہے کہ یہ سہولتیں فراہم کرے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں، میں اس میں کسی حکومت کو الزام نہیں دیتا لیکن شروع سے ہی پاکستان میں ایسا رہا ہے کہ Non-productive Budget پر زور دیا جاتا ہے۔ نئے دفاتر کھولے جاتے ہیں، نئی buildings بنائی جاتی ہیں، نئے محکمے کھولنے کے لئے کروڑوں روپے ضائع کئے گئے ہیں لیکن تعلیم کے لئے کسی بھی بجٹ میں ایک پرسنٹ بھی زائد نہیں رکھا گیا ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ ۱۹۸۵ء میں جب یہ اقراء سر چارج لگایا گیا تھا تو اس پر لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ پانچ فیصد بہت زیادہ ہے اس کو ایک پرسنٹ ہونا چاہئے لیکن قوم کی تعلیمی ضرورت دیکھتے ہوئے حکومت نے کہا کہ یہ وسائل صرف ایجوکیشن کے لئے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ surcharge import export یا جس چیز پر بھی لگایا گیا ہے وہ لوگوں نے ادا کیا۔ ۱۹۸۵۔۱۹۸۶ میں ۱۱۸ء۴ ملین اور ۱۹۸۸۔۱۹۸۹ میں ۵۵ ہزار ملین، ۹۱۔۱۹۹۰ء میں ۶۰ ہزار ملین یعنی چھ سو کروڑ کی آمدن ہوئی اور اس سے حکومت خرچ کیا کر رہی ہے۔ ۱۹۸۵ء میں ۳۷ فیصد، ۸۶۔۱۹۸۷ء میں ۳۰ فیصد، ۸۷۔۱۹۸۸ء میں ۲۹ فیصد، ۸۸۔۱۹۸۹ء میں ۲۸ فیصد، ۸۹۔۱۹۹۰ء میں ۲۸ فیصد اور ۹۰۔۱۹۹۱ میں ۶۰ ہزار ملین کی آمدن ہوئی ہے اس کا ۲۵ فیصد لگایا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ ۱۹۸۵ میں جس وقت ٹیکس لگایا گیا تھا ۷ ۳ فیصد خرچ ہوا اور اب یہ ۲۵ فیصد ہو گیا ہے۔ یہ بات صریحاً اس ٹیکس کی روح کے خلاف ہے۔

لفظ دیکھیئے، اقراء، کتنا تقدس ہے یعنی ''اقرا'' میں سمجھتا تھا کہ کم از کم اس ٹیکس کو تمام آلودگیوں سے پاک رکھا جاتا اور جس مقصد کے لیئے یہ ٹیکس لگا تھا اسی پر یہ خرچ کیا جاتا۔ اس ملک میں زکوۃ کے نظام کا بھی یہی حال ہوا بہر حال یہ بات زیر بحث نہیں ہے اس لئے میں صرف ''اقراء'' سر چارج پر ہی بات کر تا ہوں۔ یعنی لوگوں نے بھی اس لفظ کا احترام کیا ہے اور تعاون کیا ہے۔ جناب والا اسلام نے بھی تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے یعنی پہلی صورت ہے ''اقراء''۔ اب وزارت خزانہ نے اقراء کو دوسری مدات میں خرچ کرنے کے لیئے کیا کوئی نیا طریقہ وضع کیا ہے یا نہیں، مجھے اس کا علم نہیں ہے لیکن مجھے پتہ چلا ہے کہ اس مد کی رقومات کو سوشل ایکشن پلان میں خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا جارہا ہے جو کہ بالکل ناجائز بات ہے۔ اس رقم کو صرف تعلیم پر خرچ ہونا چاہیئے۔

میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف نے بھی تعلیمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، پاکستان movement میں حصہ لیا ہے، یہ جانتے ہیں کہ اس وقت برصغیر میں مسلمانوں کے لیئے تعلیم کتنی بڑی ضرورت بھی۔ جو سر سید نے تعلیم کا چراغ جلایا اسی کی وجہ سے مسلمان آج اس قابل ہوئے ہیں کہ وہ اپنے حقوق کے لیئے جنگ لڑ سکتے ہیں۔ ۲۰ویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے چندے اکٹھے کر کے، عورتوں نے زیورات بیچ بیچ کر سکول قائم کئے، مدرسے قائم کئے۔ تاکہ بچے دینی اور دنیاوی تعلیم سے بہرہ مند ہوں۔ اس لئے میری حکومت سے درخواست ہے کہ اس فنڈ کا ناجائز استعمال فوری طور پر بند کر دے۔ میں نے جو facts دیئے ہیں ان کا source سی بی آر ہے اس وقت تک جو پیسہ اکٹھا کیا ہے، اور اس میں سے جو خرچ کیا ہے اس کا حساب میرے پاس ہے۔ اس مد جو balance ہے وہ بھی ۵۰۔ ۶۰ ارب کا ہے اگر یہی رقم تعلیم پر خرچ کر دی جائے تو کم از کم پاکستان اس لیول پر آجائے گا جو کہ UNESCO کا چار پرسنٹ چارٹر ہے تعلیم کا ٹوٹل خرچ ہے ۷ء۹ ۲ ء۷ بلین، یہ ہمارے بجٹ کا اوور آل حصہ ہے، اب آپ اندازہ لگائیں کہ بجٹ کا ۳ء۲ حصہ بنتا ہے۔

جناب چیئر مین صاحب میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اور یہاں یہ عجیب سا رواج ہو گیا ہے کہ جس مقصد کے لئے جب بھی کوئی ٹیکس لگایا گیا ہے اس مقصد کے لئے یہ استعمال نہیں ہوا ہے کم از کم لوگ یہ برداشت نہیں کریں گے کہ اقراء سے پیسے کسی دوسری مدات میں خرچ کئے جائیں۔

اسی طرح cyclone آیا تو ایسٹ پاکستان میں ٹیکس لگ گیا، وہ بھی merge ہو گیا لیکن خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک اقراء ٹیکس اپنی اصلی صورت میں برقرار ہے علم کے لئے اگر حکومت کو مزید وسائل تلاش کرنا پڑیں، دوسرے ممالک سے لینا پڑیں تو بھی اس کے لئے حکومت کو کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ پہلے سے قائم شدہ فنڈ سے دوسر مدات پر خرچ کیا جائے۔ اور اسی مقصد کے لئے ٹیکس لگایا گیا تھا ورنہ لوگ تو پہلے ہی tax کے بوجھ تلے دبے پڑے ہیں لوگ کہاں خوشی سے کسی ٹیکس کو قبول کرتے ہیں۔ اور حالت یہ ہے کہ عوام کے پاس وسائل نہ ہوتے ہوئے بھی اقراء کے نام پر ۹۰۔۱۹۹۱ء میں چھ سو کروڑ ٹیکس دیا ہے۔ اگر یہ رقم کم از کم پرائمری ایجوکیشن پر خرچ کی جائے تو اس میں آپ بڑی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

میں وزیر صاحب کی خدمت میں ہاؤس کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ تعلیم پر خرچ کرنے کے لئے کوئی دورائے نہیں ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ بھی اتفاق کریں گے، کہ پاکستان کے عوام کو سب سے زیادہ مسئلہ تعلیم کا ہے۔ تعلیم کسی بھی ذریعہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہمارے اسلام میں تو یہ ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے خواہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، جائیں۔ یعنی تعلیم کے لئے اس جگہ کا حوالہ دیا ہے جو کہ بہت دور تھی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اقراء ٹیکس خصوصی طور پر تعلیم پر خرچ ہونا چاہیئے اور اسی مقصد کے لئے یہ ٹیکس لگا تھا یہی آئینی پوزیشن ہے، اخلاقی بھی ہے اور اسلامی پوزیشن بھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات کو oppose نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ ہاؤس میں اسے پٹ کریں انشاءاللہ یہ Resolution متفقہ طور پر پاس ہو گا۔

جناب والا، یہ جو میں نے چارٹ دیا ہے یہ میں وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جناب والا، آپ کا اس وقت بجٹ کھربوں میں ہے۔ جب کھربوں میں بجٹ ہے تو آپ تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں ۲ء۳۔ اگر اقراء ٹیکس کے پیسے مکمل طور پر تعلیم پر خرچ کریں تو آپ کا ratio بھی بڑھے گا اور ملک میں تعلیم، کم از کم پرائمری تعلیم، ہائی سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے کافی وسائل میسر آسکیں گے۔ اور ملک میں کم سے کم پرائمری تعلیم، ہائر سیکنڈری اور سیکنڈری ایجوکیشن کے لیئے کافی وسائل دستیاب ہوں گے۔ تاکہ ملکی تعلیمی ضرورت کو آپ پورا کر سکیں۔

جناب چیئر مین : شکریہ۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi : Pointof order, Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Dr. Bisharat Elahi Sahib on a point of order.

Dr. Bisharat Elahi : Mr. Chairman Sir, I would like some clarification on the figures that my honourable friend read out so rapidly.

ایک تو ہے کہ جو table-III دیا ہوا ہے on this piece of paper which he is holding in his hand and which the Finance Minister also has held it signifies that the total amount of 'the Iqra' is not being spent on education I don't think so. یہ میرا خیال ہے دیکھ لیں ذرا۔

Mr. Chairman : I think that is a correct statement.

بہر حال یہ فنانس منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ٹوٹل بجٹ ہے کتنا؟ ہمارا کتنا ٹوٹل بجٹ ہے؟

جناب سرتاج عزیز : جناب ہمارا ٹوٹل بجٹ development and non-development بجٹ 290 billion ہے۔

جناب چیئرمین : اچھا دو سو نوے بلین ہے۔

جناب سرتاج عزیز : مجھے اجازت دیں تاکہ مجھے سن کر پھر بات کریں تو اچھا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں ابھی اشتیاق اظہر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو سن لیں بعد میں آپ کو۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : نہیں یہ جو point فصیح اقبال صاحب نے کہا ہے no money needs to be spent on education that is a very valid point لیکن میں صرف clarification چاہ رہا تھا یہ جو اعداد و شمار بتا رہے تھے میرا خیال ہے there is some confusion in what he has been saying, that perhaps the Finance Minister will try and clarify.

جناب چیئرمین : کیوں جی ابھی clarify کرنا چاہیں گے تو کر دیں۔

سید اشتیاق اظہر : جناب چیئرمین! میں صرف دو جملے کہنا چاہوں گا کہ فصیح اقبال صاحب نے اقراء سرچارج کے بارے میں جو تجویز پیش کی ہے اس کی تائید کرتا ہوں بالکل سچی بات یہ ہے کہ اقراء سرچارج جب لگایا گیا تھا تو اس وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ رقم تعلیمی ترقی پر خرچ کی جائے گی۔ اگر یہ رقم تعلیمی ترقی پر خرچ ہو رہی ہے پھر تو قابل پذیرائی بات ہے اگر نہیں ہو رہی ہے تو قابل مذمت بات ہے میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی جناب فنانس منسٹر صاحب۔

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرمین! جہاں تک فصیح اقبال صاحب نے تعلیم کی افادیت کا، اس پہ زیادہ خرچ کا کہا، اس سے میں مکمل اتفاق کرتا ہوں لیکن جہاں تک اقراء سرچارج اور اس کا تعلیمی خرچے پہ اثر ہے اس کے بارے میں وضاحت ضروری ہے۔ اس میں جب پہلے سال ۸۶۔۸۵ء میں اقراء سرچارج لگایا گیا تو اس میں ۴ بلین یعنی چار سو کروڑ، ۸۷۔۱۰۴ء کروڑ روپے کی رقم وصول ہوئی اس کے بعد اگلے سال ۴۵۶، پھر ۵۰۱،

۵۵۷،۵۵۸، یعنی چھ سو کروڑ اور ان کے اعداد و شمار تو صرف ۱۹۹۰ء تک ہیں اب خدا کے فضل سے یہ رقم ہزار کروڑ ہے یعنی ان سات سالوں میں چار سو کروڑ سے بڑھ کر اقراء سر چارج سے جو وصولی ہے وہ اب ہزار کروڑ پہ ہو گئی اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا اس دوران میں جو تعلیم پہ خرچہ ہو رہا تھا وہ اس تناسب سے کم بڑھا ہے کہ زیادہ، بنیادی بات یہ ہے کہ جو حکومت خرچہ کر رہی تھی وہ زیادہ بڑھا ہے کہ نہیں۔

(Azan-e-Maghrib)

Mr. Chairman : The House is adjourned to meet again at 7.00 O'clock.

[The House is adjourned for Maghrib prayers to meet again at 07.00 p.m.]

بعد از نماز مغرب جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) کی صدارت میں اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔

جناب چیئرمین : ابھی انتظار کریں، نماز کے بعد اراکین آ رہے ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب اس پر میں نے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : اس ایجوکیشن والے پر۔

حافظ حسین احمد : جی۔

جناب چیئرمین : ٹھیک سارے اراکین آ جائیں تو پھر شروع کر لینا۔ ابھی آ جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وزیر خزانہ صاحب figures کے بارے میں وضاحت کر رہے تھے، کچھ ابہام تھا اس بارے میں۔ وزیر خزانہ آ گئے ہیں۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال : میرے پاس جو figures ہیں وہ سارے currrent ہیں، وہ میں آپ کو بتادوں گا۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔

جناب سر تاج عزیز : جناب والا، جیسے میں عرض کر رہا تھا کہ اقراء surcharge جب شروع کیا گیا تو یہ چار ارب تھا،اس کے بعد ساڑھے چار، پھر پانچ، ساڑھے پانچ، پھر چھ، سات، نو اور ابھی جو موجودہ سال گزر رہا ہے ۹۲۔ ۱۹۹۳ءاس میں کوئی تخمینہ ہزار کروڑ روپے کا ہے یعنی ۱۰بلین، اب جو دیکھنے والی بنیادی بات ہے وہ یہ ہے۔

جناب چیئرمین : اور ہمارا ٹوٹل بجٹ کتنا ہے۔

جناب سر تاج عزیز : ٹوٹل revenue جو ہے، اگر آپ انکم لینا چاہئیں تو جو سال ابھی ختم ہوا ہے اس میں ۱۴۱ ارب ہے۔ اور جو اگلا سال آنے والا ہے جو گزر رہا ہے ۹۲۔ ۱۹۹۳ءاس میں ٹوٹل ٹیکس ۱۷۴ارب کے قریب ہیں۔

جناب چیئرمین : یعنی ۱۴۲ہزار کروڑ ہو گیا۔

جناب سر تاج عزیز : نہیں سو کروڑ، یعنی ۱۴۲ ارب جو ہے۔142 billion "کھرب" that is 142 billion, so that means اور یہ ہے دس، یعنی ۱۷۰میں سے دس ہے۔ اب بنیادی بات یہ ہے کہ اس دوران میں جو education پر خرچہ ہے، اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ آئین کا جو آرٹیکل ہے ۷۸، اس کے تحت۔ All receipts form a part of the Federal Consolidated Fund. Iqra surcharge is therefore, a component of the Federal consolidated Fund and Iqra surcahrge is a general revenue forms part of the overall balance of the Federal Consolidated Fund from where all expenditures are authorized by the National Assembly in the form of Demands for

Grants.اب یہ الگ بات ہے کہ گورنمنٹ اس میں سے ووٹ لے کر ایک اور فنڈ میں ڈال سکتی ہے، یہ option ہے جب یہ فنڈ بنا تھا تو اس وقت یہ خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو بھی کریں لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ آیا اس اقراء سر چارج کے آنے سے، جو حکومت کا تعلیم پر خرچہ ہے، وہ تناسب کے حساب سے کم بڑھا ہے یا زیادہ بڑھا ہے۔

جناب چیئرمین : اقراء سر چارج سے ہزار کروڑ روپیہ آ رہا ہے۔ کیا یہ خرچ ہو رہا ہے کہ نہیں۔

جناب سر تاج عزیز : جی ہاں اب جو ٹوٹل خرچہ ہے، وہ جب اقراء آیا تھا تو اس سال میں یہ گیارہ سو چالیس کروڑ تھا، چار ارب کے مقابلے میں گیارہ تھا اور یہ سال جو گزرا ہے، اس میں یہ اکتیس ہے، یعنی اقراء سر چارج چار سے دس ہوا ہے، چار ارب سے دس ارب اور خرچہ جو ہے یہ گیارہ سے اکتیس ہوا ہے، یعنی دو ہزار کروڑ روپیہ، اس میں increase چھ سو کروڑ ہوئی ہے، tota educational expenditure میں increase اس سے ساڑھے تین گنا ہوئی ہے، یعنی دو ہزار کروڑ،

جناب چیئرمین : یعنی اس وقت تعلیم پر خرچہ دو ہزار کروڑ ہے۔

جناب سر تاج عزیز : نہیں جی، ۳۱۳۳ کروڑ یعنی تقریباً ۳۱ ہزار ملین۔

جناب چیئرمین : تو خرچہ اقراء سر چارج کی نسبت سے زیادہ ہے۔

جناب سر تاج عزیز : جی، تین گنا۔

جناب چیئرمین : اچھا۔

جناب سر تاج عزیز : وہ جو تناسب بتا رہے ہیں پیپر کے مطابق، that refer to the ratio. Ratio of Iqra Surcharge as a ratio of total expenditure, so a falling ratio means that the government is spending more and Iqra Surcharge is coming down انہوں نے اس کے بارے میں سوچا کہ expenditure is coming down, so that was the mistake جو بشارت صاحب نے بات کی تھی،

وہ اس کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ as a proportion of expenditure it is more لیکن یہ جوان کے پاس ٹیبل ہے ۹۰۔۱۹۹۱ء کا ہے اور ۹۰۔۱۹۹۱ء کے بعد ہی اصل میں جو اضافہ، جس کی بات میں ابھی کر رہا تھا کہ گیارہ ارب تھا جب اقراء شروع ہوا، تو جو سال ان کے پاس ہیں ان میں بائیس تھا، یعنی بائیس ارب، ڈبل ہوا ہمارے دو سالوں میں بائیس سے چوبیس اور اکتیس ہوا یعنی big quantum jump جو آیا ہے وہ اس سال آیا ہے یعنی اس سال جو ہم نے increase کیا ہے چوبیس سے اکتیس، نیشنل فنانس کمیشن اور دیگر رپورٹوں کو ملا کر، یہ جو ایک سال کی increase ہے سات ارب، یہ اقراء میں جو چھ سال سے جو ٹوٹل increase ہوا ہے اس سے زیادہ ہے یعنی ایک سال میں ہم نے اتنا increase کیا ورنہ جو سال ان کے پاس ہیں اس میں سات کے مقابلے میں بائیس تھا اور اب دس کے مقابلے میں اکتیس ہے So the increase is much more اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت تعلیم پر زیادہ خرچ کرے اور اس کو اہمیت دے، اس پر تو کوئی اختلاف نہیں ہے اس سال جو انہوں نے ratio دی ہے ۲ء۲ یہ ۹۰۔۱۹۹۱ء میں ہے۔ اس سال ۸۔۷ء۲ پر جانے کی کوشش کر رہے ہیں اور تین سالوں میں جب ہم سوشل ایکشن پلان مکمل کریں گے تو انشاء اللہ پہلی دفعہ ہماری تاریخ میں تین فیصد سے بڑھ جائے گا، اس لئے اس Resolution کا جو مقصد ہے وہ ہم پورا کر رہے ہیں یعنی جو اقراء سے ہمیں وصول ہوتا ہے اس سے ہم زیادہ خرچ کر رہے ہیں، تین گنا اور جو anual increase ہے وہ اقراء کی increase سے زیادہ ہے یہ relevant پوائنٹ ہے۔

جناب چیئرمین : تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس Resolution پر تو کوئی اعتراض نہ ہونا۔

جناب سرتاج عزیز : اعتراض تو نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، اس سے implication یہ ہوتی ہے کہ جیسے ہم یہ نہیں کر رہے ہیں جو facts سے ظاہر نہیں ہوتا ہے اور اگر اس کو کرنا چاہیں تو یہ کریں کہ House should spent more on

education or try to achieve/reach three per cent GNP then that will be meaningful اور یہ حقائق کے مطابق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : فصیح صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! جہاں تک وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا وہ بالکل درست ہے کہ ایجوکیشن کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور جو figures دے رہے ہیں وہ بھی بالکل صحیح ہیں کیونکہ جو latest آئے ہیں، وہ میرے پاس نہیں تھے میں نے ۹۰-۱۹۹۱ء کے دیئے ہیں۔ یہ جو ریشو بتا رہے ہیں وہ بھی بالکل صحیح ہے لیکن یہ چیز صحیح نہیں ہے کہ اقراء سرچارج کا پورا پیسہ اس پر خرچ ہو رہا ہے حکومت سوشل سیکٹر پر اس سے خرچ کر رہی ہے، اس پر ٹیکس نہیں ہے۔ کیونکہ اقراء کا ٹیکس صرف ایجوکیشن کے لئے لگایا گیا تھا وہ Federal Consolidated Fund کا حصہ تو بن سکتا ہے لیکن اس کا سارا پیسہ ایجوکیشن پر خرچ ہونا چاہیئے۔ حکومت اس کے علاوہ بھی ایجوکیشن پر خرچ کر رہی ہے۔ یہ GNP کا ہے۔ اس کا اس سے relation نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہ سارا مل کر جمع ہو گیا۔

سید فصیح اقبال : میں عرض کرتا ہوں کہ ہیلتھ پر گورنمنٹ خرچ کر رہی ہے، حکومت نے صحت کے لیئے کوئی ٹیکس تو نہیں لگایا ہے لیکن حکومت اپنی آمدن کا، جی این پی سے خرچ تو کر رہی ہے ابھی بھی یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ جو اس کی ریشو ہے وہ WHO کے حساب سے کم ہے، یہ یونسکو کے اسٹینڈرڈ سے بھی بہت کم ہے Pakistan is amongst the poorest nations about education اس وقت یہ ۲ء۳ خرچ کر رہے ہیں، اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ۲ء۹ کریں گے لیکن میں عرض کر رہا ہوں کہ اقراء سرچارج کا مقصد جو تھا۔ یہ ٹیکس کیوں لگایا گیا یہ ٹیکس عوام پر کیوں levy کیا گیا۔ یہ صرف اس لئے کیا گیا کہ اضافی ذرائع حکومت کو مہیا کریں۔ حکومت کے ذرائع تو پہلے بھی تھے اس وقت بھی حکومت اس ٹیکس سے پہلے بارہ سو کروڑ روپیہ خرچ کر رہی تھی، اس لئے اس اضافہ کو تو

اس میں شامل نہ کریں جتنی امپورٹ ہو رہی ہے، جتنی national produce بڑھ رہی ہے، اس پر ہر آدمی یہ پانچ فیصد ٹیکس دے رہا ہے، یہ تو اپنے تناسب سے بڑھا ہے لیکن اس کا اپنے ایجوکیشن فنڈ سے موازنہ تو نہ کریں۔ یہ ٹیکس تو ۱۹۸۵ء میں لگا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے بھی تو حکومت اس مد پر خرچ کر رہی تھی، ۱۹۴۷ء سے خرچ کر رہی تھی، صحت پر خرچ کر رہے ہیں اور بھی کئی ایسے سوشل سیکٹر ہیں جن پر حکومت کو سپیشل ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں پڑی لیکن ایجوکیشن پر ٹیکس لگایا گیا اور لوگ یہ ادا کرنے کے لئے بھی تیار ہو گئے کہ آپ نے تعلیم کے لئے یہ سرچارج لگایا ہے تاکہ یہ رقم صرف ایجوکیشن پر خرچ ہو۔ جو حکومت اس کے علاوہ کر رہی ہے وہ تو پہلے بھی کر رہی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ بھی حکومت نے مختلف مدوں میں اپنے خرچ بڑھا دیئے ہیں، ہیلتھ میں اس زمانے میں ہزار کروڑ تھا اور آج اس پر پندرہ سو کروڑ روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن اس کے لیئے کوئی نیا ٹیکس تو نہیں لگایا گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ایجوکیشن کے علاوہ اقراء ٹیکس سے کسی اور مد پر خرچ نہ کرے، وزیر خزانہ صاحب ہیں دو ٹوک بتا دیں کہ اقراء سرچارج سے جو بھی پیسہ انہیں وصول ہو رہا ہے کہ کیا یہ پورا اس پر خرچ ہو رہا ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ ایجوکیشن پر جو خرچ کر رہے ہیں وہ تو ایسے ہی ہے جیسے وہ باقی مدوں پر خرچ کر رہے ہیں اور اس سرچارج کے بارے میں انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ اس کو ہم نے Federal Consolidated Fund میں جمع کر دیا ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : نہیں، سارا جمع تو وہیں پہ ہوتا ہے ناں۔

<u>سید فصیح اقبال</u> : اقراء سرچارج تو الگ معاملہ ہے۔ باقی ٹیکس تو مشترکہ ہوتے ہیں مگر یہ تو صرف ایجوکیشن purpose کے لئے لگا تھا۔

<u>جناب چیئرمین</u> : مثلاً انکم ٹیکس جو ہے وہ سارا تو اسی میں جمع ہوتا ہے، اور یہ بھی اسی میں جاتا ہے۔ it all goes into the same account

<u>سید فصیح اقبال</u> : دیکھیں ناں، انکم ٹیکس کوئی سپیشل ٹیکس نہیں ہے۔ کل حکومت

چاہے تو اقراء سر چارج واپس بھی لے سکتی ہے۔ اس قسم کے ٹیکس واپس ہو سکتے ہیں۔ ایسٹ پاکستان کے سلسلے میں ایک ٹیکس لگا تھا سائیکلون ٹیکس، وہ مرج ہو گیا اور آج تک کسی نے حساب نہیں لیا، کتنے ایسے ٹیکس ہیں جو حکومت نے میموریل فنڈ کے لئے لگائے ہیں یہ مرج ہو جاتے ہیں لیکن یہ حکومت کے خزانے میں چلے جاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ آیا کسی خاص مد میں آیا ہوا پیسہ اسی مد پر خرچ رہا ہے، دوسری چیز یہ ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ایجوکیشن پر اکتیس ارب روپے خرچ کر رہے ہیں اور یہ آپ ٹوٹل جی این پی کا خرچ کر رہے ہیں تو ۹۰-۱۹۹۱ء کا ۳ء۲ بنتا ہے جی این پی کا۔

(مداخلت)

__سید فصیح اقبال__ : اب آپ بتائیں کہ ۳ء۲ یا ۵ء۲ بھی اگر آپ achieve کر لیتے ہیں تو یہ ٹوٹل جی این پی کا کرتے ہیں میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ اقراء سر چارج کا جو پیسہ ہے یہ مکمل طور پر ایجوکیشن کی مد ہی پر خرچ ہونا چاہیئے۔ یہ تو بنیادی ضرورت ہے حکومت کی اگر آپ اس کے ساتھ موازنہ کریں گے تو آپ کہیں گے کہ اقراء سے تو ہمیں اتنا وصول ہوا اور ایجوکیشن میں اتنا کر رہے ہیں یہ تو شعبدہ بازی ہے اور جناب لوگ اعداد و شمار کے سلسلے میں ہی تو پھنس گئے ہیں کہ بھائی معاملہ کیا ہے۔

__جناب چیئرمین__ : اب کسی اور کی بات بھی سنیں ناں جی جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

__ڈاکٹر بشارت الٰہی__ : جناب چیئرمین! فصیح صاحب! روانی میں بہت کچھ کہہ گئے ہیں لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ جو فنانس منسٹر صاحب نے باتیں کی ہے اسے ذرا سوچ سمجھ کر پھر ہضم کرنا چاہیئے۔ The few things that he said was whether the expense on education in the country has arisen consistently over a period of years. وہ کہہ رہے ہیں گیارہ سے ۳۱ وہ ہو جائے گا۔ that means it has gone up three times. I think he has adequately explained that یہ جو کہہ رہے ہیں

کہ اقراء کا سارا پیسہ ایجوکیشن پر استعمال ہونا ہے حکومت کہتی ہے کہ جی ہم دو روپے ایجوکیشن پہ خرچ کرتے ہیں۔ اس میں ایک اقراء کا لے لیا ہے ایک حکومت نے اپنے پاس سے دے دیا۔ بات تو پھر وہی ہو گئی کہ جی اقراء کا پورا پیسہ اس مد میں خرچ ہو گیا سوال یہ ہے کہ progressively آیا یہ پیسہ increase ہوتا گیا over a period of time or not اگر over a period of time increase ہوتا گیا ہے and even more than the proportion of the increase in Iqra that means enough money has been spent by the government on education لیکن اسکا مطلب یہ ہوا He says enough' it does not mean that that is adequate, 'enough' may not be adequate but within its own resources, it has done that میں صرف وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ what was the percentage in 1984 and 85 of the revenue that was spent on education before Iqra surcharge was levied اور اس کے بعد باقی سالوں میں percentage کے حساب سے کتنا کتنا پیسہ ہے چونکہ ۸۵۔ ۸۴ءاس لئے میں پوچھ رہا ہوں that was before the levy of the Iqra surcharge اور باقی سالوں میں کس تناسب سے یہ پیسہ بڑھتا گیا اور اس میں سے اگر یہ اقراء نکال دیں تو پھر کس تناسب سے یہ پیسہ بنتا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو زیادہ حساب کتاب کا مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ جی جناب عبداللہ شاہ صاحب۔

سید عبداللہ شاہ : جناب چیئرمین! میں اس کو اس طرح عرض کروں گا کہ یہ ٹیکس صرف تعلیم کے واسطے عائد کیا گیا ہے دستور کے اس فقرے کا سہارا لینا کہ it becomes the part of the consolidated fund ٹھیک ہے لیکن آپ اسکو سوائے ایجوکیشن کے کہیں اور خرچ نہیں کر سکتے۔ جناب جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ہم یہ دیکھنا چاہئیں گے کہ اقراء ٹیکس سے پہلے جو ایجوکیشن پر خرچہ آ رہا تھا اور دوسرے departments پر مثلاً

صحت، ڈیفنس، زراعت اس میں کس proportion سے زیادتی آئی ہے اور اس میں کیا اقراء سرچارج ڈالا گیا ہے یا نہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہیلتھ پر ۸۴ء میں خرچہ آرہا تھا ایک روپیہ، ایجوکیشن پر آٹھ آنے، اور اب ہیلتھ پر آرہا ہے دو روپیہ، اور ایجوکیشن پر ایک روپیہ، تو میں اسے یہ سمجھوں گا They are misappropriating this tax which has been recovered for education, this requires the real clarification یہ اس طرح اعداد و شمار سے بات نہیں بنتی ہے۔ اس لیئے میں اس قرار داد کو support کرتا ہوں اور حکومت کو clear کرنی چاہیئے کہ جس پروپورشن سے دوسرے مدات میں خرچہ بڑھ رہا ہے with the passage of time اس میں ایجوکیشن کو شامل کر کے یہ دیتے ہیں یا ملا جلا کر ۲۵ فیصد اقراء سے ملا کر باقی ہم اپنی جیب سے دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ بتائیں گے۔ جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی اتنا بڑا معمہ نہیں ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں، پورے ملک کے لیول پر، ہماری شرح خواندگی کافی کم ہے۔ اور یقیناً ۸۶۔۱۹۸۵ء سے پہلے بھی بجٹ میں تعلیم کے لیئے خاصی رقم رکھی جاتی رہی۔ چونکہ اس رقم سے اس شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ممکن نہ تھا اس لیئے ۸۶۔۱۹۸۵ء میں محض اقراء سرچارج کے حساب سے ٹیکس لگایا گیا اور یہ کہا گیا کہ اس سے جو رقومات حاصل ہوں گی وہ تمام کی تمام تعلیم کی مد میں خرچ کی جائیں گی۔ لیکن جناب چیئرمین صاحب! جیسا یہاں وزیر صاحب نے فرمایا اگر آپ ان اعداد و شمار کو دیکھیں کہ ۸۶۔۱۹۸۵ء میں جہاں پر چار سو کروڑ روپیہ اقراء سرچارج سے وصول ہوا ہے وہاں پر اقراء سرچارج سے تعلیم کے لئے ساڑھے سینتیس فیصد رقم رکھی گئی اور جہاں پر ۹۱۔۱۹۹۰ء میں، بقول وزیر صاحب کے، ایک ہزار کروڑ وصول ہوا ہے وہاں ساڑھے پچیس فیصد رقم رکھی گئی۔ یعنی جہاں پر اقراء کے نام پر ٹیکس چار سو کروڑ روپے وصول ہو رہا تھا وہاں پر اس چار سو کروڑ کے ساڑھے پینتیس فیصد تعلیم پہ خرچ کی گئی۔ اور جہاں پر ایک ہزار کروڑ وصول ہو رہا ہے وہاں پر تعلیم کے لئے اس

ٹیکس سے ساڑھے پچیس فیصد خرچ کی گئی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ٹیکس جو لگایا گیا وہ اقراء تعلیم کے نام پر، لیکن اگر وزیر صاحب بتائیں کہ ۱۹۸۵ء میں جب یہ ٹیکس نہیں لگا تھا اس وقت تعلیم کے لئے ٹیکس کا کتنا حصہ مختص کیا جاتا رہا اور اس حساب سے اس وقت اگر اقراء ٹیکس نہ لگایا جاتا تو اس حساب سے تعلیم کے لئے دیگر شعبوں ومد نظر رکھتے ہوئے کتنا ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جتنا ٹیکس پہلے لگ رہا تھا اور جتنا ہیلتھ اور دیگر شعبوں میں اضافہ ہو چکا تھا وہ تو ہونا ہی تھا اس کے ساتھ دوسرا اقراء سرچارج کے لئے تو حاصل ہو رہا تھا وہ تمام کا تمام تعلیم میں لگا دیتے تو اس سے تعلیمی میدان میں اور شرح خواندگی میں اضافہ ہو سکتا تھا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! میں قرار داد کی حمایت کرتے ہوئے گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح وزیر خزانہ نے فرمایا کہ اقراء سرچارج میں دس ارب روپے، اور اس وقت تعلیم پر ۳۱ ارب روپے خرچ ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ دس ارب جو اقراء کا ہے اس سے حکومت صرف ۲۱ ارب زیادہ خرچ کر رہی ہے جو اور مدوں کی نسبت بہت کم ہے اسکے علاوہ پاکستان میں شرح خواندگی ۲۶ فیصد بتائی جاتی ہے۔ حالانکہ actual شرح خواندگی بہت کم ہے۔ اب ان کے کہنے کے مطابق اگر حکومت تعلیم کی مد پر اقراء سرچارج کے علاوہ اور بھی بہت کچھ خرچ کر رہی ہے اور کوشش کر رہی ہے تو یہ بھی بتایا جائے کہ شرح خواندگی میں اس دوران کتنا اضافہ ہوا، آیا وہ اپنی جگہ پر ہے یا کیا، اور یہ جو ۲۶ فیصد بتایا جا رہا ہے اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو صرف قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہ بھی خواندہ میں شمار کئے جاتے ہیں! تو جناب والا! تعلیم پر مکمل توجہ نہیں دی جا رہی اس لئے کہ ایسے ملک بھی ہیں کہ جو ۹۹ فیصد خواندہ ہیں جب تک تعلیم عام نہ ہو اور اس میں اضافہ نہ ہو تو ہمارے ملک کی پسماندگی کسی صورت میں کم نہیں ہو سکتی لہٰذا تعلیم پر زیادہ رقم خرچ کی جائے۔

جناب چیئر مین : جی اقبال حیدر صاحب مختصر کریں۔

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman! while supporting this comendable resolutionof Mr. Faseih Iqbal, I would like to highlight the distinction between a tax, surcharge and cess. Sir, a tax is a separate thing than a surcharge for a specified purpose. According to the definition of cess and a surcharge for a specified purpose legally and morally government has no option or discretion to utilize the entire recoveries for that specified purpose only and doing anything to the contrary would amount to violating the law and also violating the very object for which that specified surcharge has been imposed and this is a simple established position of law and on that I don't think our honourable Finance Minister, who is very much conversant with the financial terms and their legal meanings, would agree that if the object had ben ordinary tax, which is without any distinction has to be part of the Consolidated Fund then the term Iqra Surcharge would not have been used...... The term of just 'Import Duty' has been increased could have been used. There are separate terms to indicate objects and purposes and since the object and purpose, by law, is to promote education and to use it, the Government has no option but to use the entire amount of the 'Iqra' recoveries for education and education and education only.

Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Syed Barkat Shah Sahib.

پیر سید برکات احمد شاہ : جناب چئیر مین! میں صرف وضاحت کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ سینیٹر فصیح اقبال صاحب کا جو میں مطلب سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ۸۶-۸۵ء تک تو جو بھی ایجوکیشن کو ملتا تھا ۷ء یا ۵ء یا بہت کم۔ اس کے بعد اس میں اقراء سرچارج لگایا گیا اور اس میں اضافہ ہو گیا۔ اب اصل میں ایجوکیشن کے لئیے جو پیسہ مختص کیا گیا ہے وہ فصیح اقبال صاحب کے مطابق بجٹ کا ۳ء۲ ہے۔ لیکن اصل میں یہ ۳ء۱۲ اس لئے نہیں بنتا کہ اس میں اقراء سرچارج شامل ہے۔ جو کہ تقریباً اس کا ایک تہائی ہے یا نہیں۔ وہ جو اقراء کا ایک ہزار کروڑ ہے اور کل تین ہزار کروڑ ہے تو اس میں سے ایک ہزار کروڑ اقراء کا ہے۔

تو اصل میں ہم جب یہ اپنے بجٹ میں دکھاتے ہیں کہ وہ ۲۳ء۲ ہے۔ اصل میں وہ ۷ء۱ کے قریب بنتا ہے۔ اس لئے اقراء کے پیسے کو علیحدہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ اصل میں حکومت جو پیسہ خرچ کر رہی ہے وہ اصل میں اتنا زیادہ نہیں ہے بلکہ اس میں ۷ فیصد کم ہے۔

جناب چیئر مین : تھینک یو جی۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق : فصیح اقبال صاحب کی اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں شرح خواندگی جس رفتار سے بڑھنی چاہیئے تھی وہ نہیں بڑھ رہی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تعلیم ایک روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں بعض سکیمیں شروع بھی کرادی گئیں۔ لیکن وہ ادھوری رہ گئیں یا پھر انہیں ختم کر دیا گیا اس سلسلے میں نئی روشنی سکیم کے نام سے سلسلہ چلا تھا۔ اور اس سے بڑا فائدہ ہو رہا تھا۔ ہزاروں لوگ اس سے مستفید ہو رہے تھے۔ لیکن پھر یکایک اس تمام سلسلے کو ختم کر دیا گیا اور تقریباً سولہ سترہ ہزار افراد نئی روشنی سکیم کے باقائدہ اساتذہ ختم کر دیئے گئے وہ اب تک مارے مارے پھر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان سکیموں پر دوبارہ غور کیا جائے۔ اور اقراء کے فنڈز کا کوئی شرعی جواز بھی نہیں ہے کہ اس نام سے لئے جائیں اور پھر دیگر مدات پر خرچ ہوں۔ اسے اسی مد میں خرچ کرنا چاہیئے۔

جناب چیئر مین : جی جناب طارق چوہدری صاحب۔ آخری تقریر جی۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئر مین! سید فخر امام صاحب کی قرارداد کی میں تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین : فخر امام صاحب کی قرارداد؟

جناب محمد طارق چوہدری : یہ کہ پردے میں خدا بول رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس surcharge کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ ہم ایجوکیشن کو Privatize کرنے جا رہے ہیں بلکہ یہ سمجھا گیا کہ چونکہ ملک بھر کی شرح خواندگی بہت کم ہے۔ اور پہلے ہی بجٹ میں موجود وسائل شرح خواندگی زیادہ کرنے کے لئے ناکافی ثابت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا وہ رقم جو پہلے ہی

ایجوکیشن کو بجٹ سے حاصل ہوتی تھی۔ اس میں اضافہ کے لئے بطور خاص اقراء سرچارج شروع کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بجٹ سے ایجوکیشن کا مل رہا ہے اس میں تو اسی طرح اضافہ ہوگا جس طرح کہ دوسرے محکموں کے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن اس میں مزید اضافہ کرنے کے لئے اور شرح خواندگی بڑھانے کے لئے یہ خاص طور پر ایک ٹیکس اسی مقصد کے لئے لگایا گیا۔ اور اس ٹیکس کا اس مقصد کے لئے صرف نہ ہونا صریحاً، کم از کم اخلاق کے لحاظ سے یقینی طور پر، ہم اسے بد دیانتی کہیں گے۔ لہٰذا میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس ٹیکس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جی جناب ریحان صاحب آپ رہ گئے ہیں۔ بس دو منٹ۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! میں فصیح اقبال صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اہم معاملے کی طرف ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ یہ ساری اچھی باتیں میں نے سن لیں۔ جناب میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اقراء سرچارج، حکومت جو کچھ خرچ کر رہی ہے لیکن اصل میں اگر ہم دیکھیں تو پہلے جو داخلے کے فارم، مثلاً دس روپیہ میں ملتے تھے تو دوسرے سال وہ بیس روپے میں مل جاتے ہیں پھر وہ سو روپے میں ملتے ہیں۔ ایک کالج کا prospectus اگر پچاس روپے میں ملتا ہو تو پھر اگلے سال وہ سو روپے میں ملتا ہے۔ اس طرح یونیورسٹی میں داخلے کے لئے اگر فیس ہوتی ہے۔ ہوسٹلوں میں فیس ہوتی ہے۔ اس طرح اگر کوئی ایک مضمون میں رہ جاتا تھا تو اسے پھر اسی subject کے لئے فیس دینی پڑتی تھی۔ اب اسے پوری فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اقراء سرچارج لگا کر، حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم یہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ شرح خواندگی بڑھا دیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں اگر اس طریقے سے دونوں پر جو اس معاملے میں ڈائریکٹ سرچارج لگ رہا ہے تو میرے خیال میں خواندگی بڑھے گی نہیں بلکہ کم ہو جائے گی۔

Mr. Chairman : Mr. Minister you want to repsond.

یا put کر دوں۔ جی ظہور الحق صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ ظہور الحق صاحب بہت مختصر۔

بیرسٹر ظہور الحق : جناب والا! میرا نقطہ نظریہ ہے کہ جب فنانس منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ Consolidated Fund میں recede ہو جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ جہاں تک Cess اور سرچارج کا تعلق ہے اس کا پرنسپل ہے۔ quid pro quo and it is not to be added to the Consolidated Fund and it is to be exclusively spent on the purpose for which it is realized اور اگر اسے Consolidated Fund میں merge کیا جاتا ہے اور پھر ایلوکیشن ہوتی ہے تو میرے خیال میں This is the violation of the Constitution. Thank you.

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جی جناب منسٹر فار فنانس۔

جناب سرتاج عزیز : جناب چیئرمین! پہلے جو سوالات پوچھے گئے ہیں ان کے جواب دینا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ سرچارج لگا تھا اس کے تناسب سے باقی جگہوں پر کیا ہوا ہے۔ سرچارج لگنے سے پہلے ۹ ارب کا خرچ تھا۔ اور یہ صحیح ہے کہ ہر سال جو increase educational expenditure میں جتنا سرچارج کا total addition تھا اتنا نہیں ہوا۔ اور اقبال حیدر صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ ان کی حکومت کے جو دو سال تھے اس میں سب سے کم increase ہوا ہے۔ اور اس میں یہ جو نکتہ پیش کر رہے ہیں ۔ان کے پاس بھی موقع تھا۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، جس طرح بیرسٹر ظہور الحق صاحب نے کہا کہ ایسا mechanism develop نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ۸۶۔۸۵ء میں جب سرچارج لگا تو پرائم منسٹر کی سربراہی میں ایک اقراء board بنا۔ جو کہ اس پیسہ کا مصرف اور اس کو جس طریقہ سے۔ اور یہ ممکن نے کہ ایک فنڈ بنایا جاتا۔ لیکن چونکہ ایجوکیشن زیادہ تر ایک Provincial Subject ہے۔ اور ٹوٹل جو ۳۱ بلین کا خرچ اس سال ہو رہا ہے اس میں ۲۸ کے قریب صوبوں میں ہو رہا ہے ۳ء۵ وفاقی سطح پر ہو رہا ہے۔ تو اس فنڈ سے

provincial projects کی financing complication create کرتی تھی۔ کیونکہ آپ پھر ان کی priority decide کرتے کہ پرائمری ایجوکیشن کو اتنا دو۔ سیکنڈری کو اتنا دو۔ تو وہ جو provincial کا transfers ہے اور وہ ایک overall system کے تحت ہوتا ہے اس کے بعد وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ اسے کس طرح ختم کیا جائے۔ تو مجھے یاد ہے کہ ۸۶-۸۵ء میں اسی موضوع پر جب بات ہوئی تو provincial autonomy کا مسئلہ آیا کہ آپ یہاں اگر ایک Federal Fund create کریں گے تو ان سے پھر provinces کس طرح allocate کریں گی بہتر یہ ہے کہ ان کو آپ encourage کریں کہ یہ جو پیسہ آرہا ہے۔ آپ کو مجموعی دیا جارہا ہے اس میں ایجوکیشن کا تناسب رکھا جائے۔ لیکن جیسے میں نے پہلے وضاحت کی کہ مجموعی طور پر آپ یہ سات آٹھ سال اکٹھے لے لیں تو جو اقراء فنڈ کی وجہ سے اور اس کے ہوتے ہوئے جو increase ہوئی ہے۔ ٹوٹل انکریز اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور اس میں جو ٹوٹل انکریز اس دوران ہوئی ہے وہ health میں اتنی نہیں ہوئی۔ اور میں کم از کم اپنے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے سال جب بجٹ کا دو سالوں میں analysis ہو رہا تھا تو یہ سوال میں نے خود پوچھا provinces کی موجودگی میں کہ ہمیں جو اقراء فنڈ سے additional income وصول ہو رہی ہے کم از کم اس سے زیادہ یعنی جو نارمل انکریز ہے اس کے علاوہ ہمیں education budget increase کرنا چاہیئے۔ اور اسی لئے، میں اس بات کو دھراؤں گا کہ یہ پہلا سال ہے ۹۳-۹۲ء جو اس سال کا ہے جب ہم نے، پہلے چھ سال میں گیارہ سے چوبیس۔ اور اس ایک سال میں چوبیس سے اکتیس تو میں کم از کم یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جو اقراء فنڈ کے پیسے اس سال میں آئے ہیں وہ execusively education پر لگے ہیں جس طرح انہوں نے کہا ہے۔ باقی جہاں تک ایجوکیشن کی افادیت کا تعلق ہے اس سلسلے میں، میں یہ تجویز دوں گا کہ یہ جو Resolution ہے اس میں اگر ایک اضافہ کر دیا جائے کہ:

....This House recommends that the public expenditure on education should be increased and for this purpose the income

generated from the Iqra Surcharge should be spent exclusively for the promotion of education in the country.

توتو وہ ایک بیلنس ہو جائے گا کہ یہ اس مقصد کے لئے already ہو رہا ہے۔ This will

then make the resolution acceptable to us.

جناب چیئر مین : کیوں جی میرے خیال میں unanimous ہو جائے تو اچھا ہے۔ ٹھیک ہے۔

So as amended I will put it to the vote of the House.

The resolution as amended, all those in favour may say "ayes".

Voices : Thin

Mr. Chairman : All those against may say "noes".

(No voice of "Noes").

Mr. Chairman : The ayes have it, the ayes have it, the ayes have it.

(The Resolution was passed)

جناب چیئر مین : اب جناب لیڈر آف دی ہاؤس اور سب کی کنسینسز کے ساتھ

We will take item No. 5-Taring Chaudhry Sahib on Agricultural Policy. یہ consensus کی بات بہتر ہوتی ہے جو چیز آرام سے consensus کے ساتھ ہو جائے وہ اچھا ہوتا ہے۔ جی جناب طارق چوہدری صاحب۔

RESOLUTION LAID

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئر مین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ حکومت کی زرعی پالیسی کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : جی فرمایئے۔کچھ کہنا چاہیں گے۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ کیونکہ اس پر تفصیل سے بات نہیں ہو سکے گی۔چونکہ یہ اس دفعہ پیش ہو گئی ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : اسے pending کر دیں ٹھیک ہے۔اب ویسے بھی وقت ختم ہو گیا ہے۔

Now after taking the sense of the Members and taking from everybody I have decided to prorogue the House today. So I will read the prorogation order.

In exercise of the powers conferred by clause 3 of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on the 30th of August, 1992.

Sd/-
WASIM SAJJAD,
Chairman.

[The House was then prorogued sine die]

PCPPI--534(96) Senate--10-2-2000--150.

LIST OF AGENTS, AUTHORISED FOR SALE OF GOVERNMENT PUBLICATIONS

KARACHI

1. Mansoor Stationery Mart, Hassan Ali, Effendi Road, Opp. Light House Cinema, Karachi.
2. M/s Pioneer Book House, P.O. Box No.37, Awan Lodge Bunder Road, Opp. Dow Medical College, Karachi.
3. M/s. Royal Book Company, 232-Saddar Co-operative Market, Abdullah Haroon Road, Post Box No. 7737 Karachi 74400.
4. M/s. Petewala Book Corporation, Ismail Mension Stretchen Road, N.E.D College Road, Pakistan Chowk, Post Box No. 135, Karachi, 74200.
5. M/s. Sipra Book Company, A-12 Street No. 2, Usman Ghani Road, Manzoor Colony, Karachi. 75460.
6. M/s. Pakistan Law House, Pakistan Chowk, P.O. Box No. 90, Karachi.
7. M/s. Firdous Stationery Mart, 85 Liaquat Market Opp. New Mamon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
8. M/s. Readers Associates Victoria Chamber No. I, P.B. 7485, Abdullah Haroon Road, Karachi.
9. M/s. Supper Law Books Supplies, 15-A, Nelsons Chamber, Hasrat Mohani Road, Karachi.
10. Executive Updating Service, D-T, 24, Block 18, Federal 'B' Area, P.O. Box No. 13708, Karachi 75950. Phone No. 631 8699, Fax No. 631 0276.
11. M/s. Indus Publications, 25-Fareed Chambers, Abdullah Haroon Road, Karachi.
12. M/s. Iqbal Book Depot, Books Export House, Near St. Joseph Girls College, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi.
13. M/s. Your Stores, 22-New Memon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
14. M/s. Central Store, 24-New Memon Masjid, M.A. Jinnah Road, Karachi.
15. M/s. Kashif Book & Stationery Centre, 3-B, Block-A, U.K. Square Shahrah-e-Pakistan, 16-Federal B. Area, Karachi.
16. M/s. Muslim Book World C-1/14 Al-Ahram Square, 3rd Floor, Block G, North Nazimabad, Post Box 10858 (Hyderi), Karachi.
17. M/s. Somna International Services, Room No. 320, 3rd Floor, HMH Square, Sir Shah Suleman Road, Near Civic center, Karachi.

QUETTA

18. Kalat Publishers Book Sellers, Rustamji Lane, Jinnah Road, Quetta.

SUKKUR

19. Ajaib Store, Ajaib Manzil, Frere Road, Sukkur.

MULTAN

20. M/s. Multan Chamber of Commerce & Industries, Katchery Road, Multan.

VEHARI

21. M/s. Rahmat Printing Services, Ahata Shah Nawaz, Mandi Burewala, District Vehari.

FAISALABAD

22. M/s. S. Maula Buksh Abdul Aziz, 14-Cooperative Bank Chamber, Rail Bazar, P.O. Box-104, Faisalabad.

LAHORE

23. Mirza Book Agency, 65-Shahrah-e-Quaid-e-Azam, P.O. Box No. 729, Lahore.
24. M/s. Mansoor Book House, Kutchery Road, Lahore.
25. M/s. Islamic Service, 40-A, Urdu Bazar, P.O. Box No. 1493, Lahore.
26. M/s. Kausar Brothers, 1-Turner Road, Near High Court, Lahore.
27. M/s. People's Publishing House, 4-Begum Road, P.O. Box No. 862, Lahore.
28. M/s. Publishers United (Ltd.) P.O. Box No. 1689, 176-Anarkali, Lahore.
29. M/s. Punjab Religious Book Society, Anarkali, Lahore.
30. M/s. Premier Book House, Shaheen Market, Anarkali, P.O. Box No. 1888, Lahore.
31. M/s. Ghulam Mohy-ud-Din & Brothers, Pakistan Law Journal (Stall in Lahore High Court) Mohammadi Park,2Mohammadi Road, Lahore.
32. M/s. Vanguard Books Ltd., 8-Davis Road, Lahore.
33. M/s. All Pakistan Legal Decisions, Nabha Road, Lahore.
34. M/s. Book Centre Liberty Market, Gulberg, Lahore.
35. M/s. Multi Line Books, Regal Chowk, Hall Road, Post Box No. 1268, Lahore.
36. M/s. Technical and Commercial Book Co., Chowk Dalgran, 128-Railway Road, Lahore.

RAWALPINDI

37. M/s. Federal Law, House H/136 Murree Road, Committee Chowk, Rawalpindi.
38. M/s. American Book Company, Bank Road, Rawalpindi.

ISLAMABAD

39. M/s. Fatherland International (Pvt.) (Ltd.) 31-Javid Plaza, Blue Area, Islamabad.
40. M/s. Al-Aziz Corporation, 27-T&T Centre, G-8/4, Islamabad.
41. M/s. Maktabah Abdiya, Shop No. 10, Block No. 19, Markaz G-9, Islamabad.
42. M/s. London Book House, Kohsar Market, Islamabad.
43. M/s. The Golden Information Bureau, Plot No. 78, I&T Centre, G-8/1, Islamabad.

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI

Volume IV No. 2 | *Price : Rs. 11.00* | **SP. IV(2)/92** 150